﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 20 | جمعۃ المبارک 22/مارچ 2013ء | 10/جمادی الثانی 1434 ہجری قمری ❁ 22/امان 1392 ہجری شمسی | شمارہ 12

غیر مقبول دعا سے بچنے کی دعا

حضرت عبداللہؓ بن عمرو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے۔

ترجمہ:۔اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو۔ایسی دُعا سے جو سنی نہ جائے۔ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسے علم سے جو نفع نہ دے۔مولیٰ! میں ان چار چیزوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب جامع الدعوات حدیث نمبر :3404)

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مادّی زندگی میں اپنی مخلوق کی اس عارضی زندگی اور بقا کے لئے کس قدر وسیع رنگ میں نظام قائم فرمایا ہوا ہے تو جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے انسان کے لئے ایک دوسری زندگی بھی مقرر کی ہوئی ہے، تو اُس کے لئے بھی اس نے ایک نظام جاری کیا ہوا ہے۔

اگر مادّی بارش کچھ عرصہ نہ ہو، قحط سالی کی حالت ہو، لوگ اناج کی کمی کی وجہ سے بھوکے مرنے لگیں یا جن کا گزارہ ہی زمیندارہ پر ہے، اُن کی فصلیں سوکھ رہی ہوں تو لوگ بے چین ہوجاتے ہیں۔لیکن جو دائمی زندگی ہے اُس کی بقا کے لئے نہ ہی اتنا تردّد ہوتا ہے اور نہ ہی جب پانی اترتا ہے تو انسان اُس کی اتنی قدر کرتا ہے۔جبکہ ایسی زندگی جو دائمی ہے اُس کے لئے زیادہ کوشش ہونی چاہئے۔

قرآنِ کریم وہ کامل اور مکمل تعلیم ہے جو تمام زمانوں کے لئے ہے اور ایسا پانی ہے جس نے اُس وقت جبکہ زمین اپنی مردنی کی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، مردہ دلوں کو زندگی کا پیغام دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایسے زمانہ میں ہوئی جب عام گمراہی پھیل چکی تھی ویسے ہی حالات آج کے زمانہ کے ہیں۔اس زمانہ کے مختلف علماء کے مسلمانوں میں بگاڑ کے اعترافات کا تذکرہ

ہمیشہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حصول اور اُس کے دین کی اشاعت اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوؤں کے ذریعے ہی ہوتی ہے اور ہو سکتی ہے، اپنی کوششوں سے نہیں۔

اسلام کی جس حالت کا نقشہ آج سے سوڈیڑھ سو سال پہلے علماء نے کھینچا تھا یا پچاس ساٹھ سال پہلے کھینچا تھا، وہ آج بھی وہی نظارہ پیش کر رہا ہے۔ ہاں اگر دنیا میں اسلام کی حقیقی تصویر کا کوئی نظارہ نظر آرہا ہے جس کو دیکھ کر دنیا اسلام کی خوبیوں کی معترف ہو رہی ہے تو وہ، وہ اسلام ہے جو مہدی دوران نے پیش کیا ہے، جس کو دیکھ اور سن کر لاکھوں عیسائی مسلمان ہو رہے ہیں۔

پس عقل کرو اور آسمان سے اترے ہوئے اس پانی سے فیض اٹھاؤ۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار آسمانی پانی کی ضرورت کو دنیا کے سامنے پیش کر کے اپنی آمد کا مقصد بیان فرمایا ہے۔

اے غلامانِ مسیح دوران! اس آسمانی پانی سے فیض پانے والو جس نے تمہیں نئی زندگی بخشی ہے اپنے فرض ادا کرو۔اپنے تعلق کو خدا تعالیٰ سے مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جاؤ۔ دنیا کو راستی کا رستہ دکھانے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لاؤ۔اپنے دینی، روحانی، اخلاقی معیاروں کو اونچے سے اونچا کرتے چلے جاؤ کہ امام الزمان کی بیعت کا حق ادا ہو جائے۔اس روحانی پانی کے فیض سے اُگنے والی وہ فصلیں بنو جو فائدہ مند ہوتی ہیں، جو دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتی ہیں۔وہ نہریں اور دریا بنو جن پر ہر دم تازہ پانی اترتا رہتا ہے۔دنیا کو روحانی مائدہ اب غلامان مسیح الزمان کے ذریعہ سے ہی ملنا ہے۔دنیا کی پیاس اب اُس پانی سے بجھنی ہے جو امام الزمان کے ماننے والوں نے مہیا کرنا ہے۔

حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں منعقد ہونے والے جماعت احمدیہ برطانیہ کے 46 ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 9 ستمبر 2012ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَاللّٰهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ (النحل:66)

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ۔ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ (الطارق:13-12)

یہ آیات جو مَیں نے پڑھی ہیں۔پہلی سورۃ نحل کی آیت 66 ہے۔اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا تو اس سے زمین کو اُس کے مرجانے کے بعد زندہ کر دیا۔یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لئے بہت بڑا نشان ہے جو بات سنتے ہیں۔

اور دوسری سورۃ الطارق کی آیات 12، 13 ہیں جن کا ترجمہ ہے۔قسم ہے موسلا دھار بارش والے آسمان کی اور روئیدگی اُگانے والی زمین کی۔

اس بات میں کوئی شک نہیں اور ہر وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے، اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ہستی ہے جو اس نظامِ عالم کو چلا رہی ہے۔چاہے اس بات کا صحیح ادراک ہر ایک کو ہو یا نہ ہو، لیکن ہر ایک کے ذہن میں خدا تعالیٰ کے سب قدرتوں کے مالک ہونے کا تصور قائم ہے۔کم از کم ہر مسلمان کہلانے والے کے ذہن میں اُس کی عقل اور دینی استعدادوں یا علم کے مطابق یہ تصور ہے۔ایک عام مسلمان بھی سمجھتا ہے کہ یہ دنیا اور اس میں موجود ہر چیز خدا

تعالیٰ نے پیدا کی ہے بلکہ آسمان اور زمین اور اس میں موجود ہر چیز خدا تعالیٰ کی پیداوار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی ہر چیز معرضِ وجود میں آتی ہے اور اُس کے سہارے سے وہ قائم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی ہر چیز میں فنا ہے اور اسی طرح ہمیشہ ہوتی رہی اور ہوتی رہے گی۔ یہ بات بھی اپنی استعدادوں کے مطابق ہر مسلمان کہلانے والا بلکہ خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین کرنے والا بھی سمجھتا ہے کہ زمین و آسمان کی تاثیرات کو پیدا کرنے والی ہستی صرف اور صرف خدا تعالیٰ ہے۔ وہی ہے جو ربّ العالمین ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے نہ صرف انسان بلکہ اپنی تمام مخلوق کی پیدائش سے لے کر اُس کے اجلِ مسمّٰی تک اُس کے پالنے کے سامان پیدا کرتا ہے۔ اور خاص طور پر انسان جو اشرف المخلوقات ہے، اُس کے لئے تو اُس نے اپنی بیشمار مخلوق کو خدمت پر مقرر کیا ہے اور مادی زندگی کی بہتری اور قائم رکھنے کے لئے بغیر کسی انسانی کوششوں کے بہت سے ذرائع کا اُس نے انتظام کیا ہے۔ پھر صرف اس ربوبیت کے اظہار کے لئے اپنی رحمانیت کے جلوے ہی نہیں دکھاتا، بغیر مانگے ہی زندگی کے سامان پیدا نہیں فرماتا، بلکہ رحیمیت کے جلوے بھی دکھاتا ہے۔ مجیب ہونے کے جلوے بھی دکھاتا ہے۔ انسانی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے اپنی بہت سی صفات کے جلوے دکھاتا ہے۔ اگر مثلاً قحط سالی ہو تو انسانوں کی آہ و بکا کو سن کر بارش کو انسان کی زندگی کے سامان مہیا کرنے کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔ دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے بار بار اپنی رحمت کے نظارے دکھلاتا ہے اور دکھلاتا چلا جاتا ہے۔

پس جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس مادّی زندگی میں اپنی مخلوق کی اس عارضی زندگی اور بقا کے لئے کس قدر وسیع رنگ میں نظام قائم فرمایا ہوا ہے تو جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے انسان کے لئے ایک دوسری زندگی بھی مقرر کی ہوئی ہے، اُس کے لئے بھی ایک نظام جاری کیا ہوا ہے۔ جس کی بنیاد اِس دنیاوی زندگی میں کئے جانے والے ہر اُس عمل پر ہے اور ہو گی جو روحانیت میں ترقی دلانے والا ہے۔ یعنی ہر نیک عمل اور اجر اور روحانیت میں ترقی اُسے آئندہ زندگی میں اُن انعاموں کا وارث بنائے گی جو اللہ تعالیٰ اُس ہمیشہ کی زندگی کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ وہ سارے اعمال جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کئے جائیں گے، اللہ تعالیٰ اُس دائمی زندگی میں اُن کے اجر بھی عطا فرمائے گا۔ یہ چیز بھی ایک مومن، ایک مسلمان کہلانے والا جانتا ہے۔ اور جو حقیقی مومن ہے یہ بھی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک روحانی نظام مقرر کیا ہوا ہے۔ جو پورا فہم و ادراک نہیں رکھتے، اُن کو بھی سوچنے کی ضرورت ہے کہ جب اس دنیا کے نظام کے لئے، اس عارضی زندگی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اتنے سامان پیدا فرمائے ہوئے ہیں تو دائمی زندگی کے لئے بھی کچھ سامان ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے مطابق اس دنیا میں ہی انسان اُن سامانوں سے فیض پانا شروع کر دیتا ہے۔

پس یقیناً ایک روحانی نظام اس دنیا میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے جس کے تحت اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء بھیجتا ہے جو اپنے اپنے وقتوں میں اُس بارش کی طرح آتے رہے، اُترے جو ہر زمانے کے نبی کے ماننے والوں کے لئے اُس پانی کی طرح تھے جس نے اُن کی آبیاری کی اور اُن کی عملی اور روحانی ترقی کا باعث بنے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''یہ بھی یاد رہے کہ خدا کے وجود کا پتہ دینے والے اور اُس کے واحد لاشریک ہونے کا علم لوگوں کو سکھلانے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور اگر یہ مقدس لوگ دُنیا میں نہ آتے تو صراطِ مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک ممتنع اور محال امر تھا۔ اگرچہ زمین و آسمان پر غور کر کے اور اُن کی ترتیب ابلغ اور محکم پر نظر ڈال کر ایک صحیح الفطرت اور سلیم العقل انسان دریافت کر سکتا ہے کہ اِس کارخانۂ پُر حکمت کا بنانے والا کوئی ضرور ہونا چاہئے۔ لیکن اِس فقرہ میں کہ ضرور ہونا چاہئے اور اِس فقرہ میں کہ واقعی وہ موجود ہے، بہت فرق ہے۔ واقعی وجود پر اطلاع دینے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں جنہوں نے ہزارہا نشانوں اور معجزات سے دنیا پر ثابت کر دکھایا کہ وہ ذات جو مخفی در مخفی اور تمام طاقتوں کی جامع ہے درحقیقت موجود ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس قدر عقل بھی کہ نظامِ عالم کو دیکھ کر صانعِ حقیقی کی ضرورت محسوس ہو، یہ مرتبۂ عقل بھی نبوت کی شعاعوں سے ہی مستفیض ہے''۔ (نبوت کی وجہ سے ہی یہ عقل بھی پیدا ہوتی ہے) ''اگر انبیاء علیہم السلام کا وجود نہ ہوتا تو اِس قدر عقل بھی کسی کو حاصل نہ ہوتی۔ اِس کی مثال یہ ہے کہ اگرچہ زمین کے نیچے پانی بھی ہے مگر اس پانی کا بقا اور وجود آسمانی پانی سے وابستہ ہے۔ جب کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ آسمان سے پانی نہیں برستا تو زمینی پانی بھی خشک ہو جاتے ہیں۔ اور جب آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین میں بھی پانی جوش مارتا ہے۔ اِسی طرح انبیاء علیہم السلام کے آنے سے عقلیں تیز ہو جاتی ہیں اور عقل جو زمینی پانی ہے اپنی حالت میں ترقی کرتی ہے۔ اور پھر جب ایک مُدّت دراز اِس بات پر گزرتی ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوتا تو عقلوں کا زمینی پانی گندہ اور کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دُنیا میں بُت پرستی اور شرک اور ہر ایک قسم کی بدی پھیل جاتی ہے۔ پس جس طرح آنکھ میں ایک روشنی ہے اور وہ باوجود اس روشنی کے پھر بھی آفتاب کی محتاج ہے اِسی طرح دُنیا کی عقلیں جو آنکھ سے مشابہ ہیں ہمیشہ آفتابِ نبوت کی محتاج رہتی ہیں اور جبھی کہ وہ آفتاب پوشیدہ ہو جائے اُن میں فی الفور کدورت اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیا تم صرف آنکھ سے کچھ دیکھ سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ اِسی طرح تم بغیر نبوت کی روشنی کے بھی کچھ نہیں دیکھ سکتے''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 115-114)

پس یہ بھی خدا تعالیٰ کا قانونِ قدرت ہے کہ انسانوں کی عملی اور روحانی ترقی اُس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک وہ پانی آسمان سے نہ اُترے جو تازہ بتازہ ہو، جو روحانی طور پر روحوں کو جِلا بخشنے والا ہے، جو عملی، اخلاقی اور روحانی نشوونما کا باعث بنے، جس کے اثر سے وہ پھلدار پودے نشوونما پائیں جو اُن پودوں سے فیض حاصل کرنے والوں کی روحانی بھوک مٹانے والے بھی ہوں۔ لیکن جب ہم جائزے لیتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اگر مادّی بارش کچھ عرصہ نہ ہو، قحط سالی کی حالت ہو، لوگ اناج کی کمی کی وجہ سے بھوکے مرنے لگیں یا جن کا گزارہ ہی زمیندارہ پر ہے، اُن کی فصلیں سوکھ رہی ہوں تو بے چین ہو جاتے ہیں۔ ایک تڑپ سے بعض مجھے بھی خط لکھتے ہیں۔ نمازِ استسقاء ادا کی جاتی ہے۔ جو شاید کبھی کبھار نمازیں پڑھتے ہوں، جب ایسی حالت آتی ہے تو بڑے درد و الحاح سے وہ بھی نماز استسقاء میں شامل ہو جاتے ہیں۔ بارش کی دعائیں کرتے ہیں تاکہ اُن کی دو وقت کی روٹی مل جائے، تاکہ اُن کی فصلیں بہتر ہو جائیں، تاکہ وہ بہتر آمد کی وجہ سے دنیاوی سہولتوں سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ بارش ایک ایسی چیز ہے جس پر ہر ایک کا انحصار ہے، چاہے غریب ملک ہوں، امیر ملک ہوں، غریب آدمی ہو یا امیر آدمی ہو۔ پیٹ بھرنے کے لئے خوراک کی ضرورت ہر ایک کو ہے۔ اور خوراک کا انحصار پانی پر ہے، چاہے وہ دریاؤں کا پانی ہے، کنوؤں کا پانی ہے۔ کنوؤں کا پانی بھی بارش کی وجہ سے اوپر آتا ہے اور قابل استعمال ہوتا ہے۔ جہاں لمبا عرصہ بارشیں نہیں ہوتیں، وہاں کنوؤں کا پانی بھی اتنی دور چلا جاتا ہے کہ میسر ہی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے زمینی پانی کو بھی اپنی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت قرار دیا ہے کہ اگر کنوؤں کا پانی خشک ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟ کیا حالت ہو گی تمہاری؟ تو جیسا کہ میں نے کہا، اس دنیاوی زندگی کے لئے انسان بیقرار ہو کر خدا تعالیٰ سے پانی مانگتا ہے۔ لیکن جو دائمی زندگی ہے اُس کی بقا کے لئے نہ ہی اتنا تردّد ہوتا ہے اور نہ ہی جب پانی اترتا ہے تو اُس کی اتنی قدر کرتا ہے۔ جبکہ ایسی زندگی جو دائمی ہے اُس کے لئے زیادہ کوشش ہونی چاہئے۔ بیشک چند ایک ایسے ہوتے ہیں جو بے چین ہو جاتے ہیں اور بے چین ہو کر خدا تعالیٰ سے گڑگڑا کر اُس روحانی پانی کے اترنے کی دعا مانگتے ہیں جو اُنہیں روحانی لحاظ سے تر و تازہ کر دے، جو اُن کی زندگی کے سامان مہیا فرماوے۔ لیکن ایک اکثریت اس بات سے لاپرواہ ہوتی ہے۔ کوئی پرواہ نہیں کرتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے احسانوں میں سے یہ احسان ہے کہ اپنی ربوبیت اور رحمانیت کے صدقے یہ انتظام فرما دیتا ہے جس سے دنیا کی روحانی زندگی کا سامان ہوتا ہے، دائمی زندگی کا سامان ہوتا ہے۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں، ان میں بھی جیسا کہ ترجمہ میں سنا، خدا تعالیٰ نے پانی کے اترنے کا مضمون بیان فرمایا ہے جو مادّی پانی بھی ہے اور روحانی پانی بھی ہے۔ اس روحانی پانی کا پہلی آیت میں زیادہ ذکر ہے جو سورۃ نحل کی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا خاص طور پر اس میں فرمایا ہے کہ وَاللّٰهُ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا ہے۔ اور پھر فرمایا فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ اور اس پانی سے زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد پھر سے زندہ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ کہ یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لئے بڑا نشان ہے جو بات سنتے ہیں۔ یعنی وہ حق اور وہ کلام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اترا ہے، اُسے سنتا ہے۔ يَسْمَعُونَ جو کہا ہے تو پانی کو دیکھا جاتا ہے، پیا جاتا ہے۔ یہاں سننے سے مراد یہی ہے کہ کلامِ الٰہی ہی وہ روحانی پانی ہے جس کو جب پیش کیا جاتا ہے تو اس کو سنتے ہیں، اُس پر غور کرتے ہیں، اُس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں، اپنی دائمی زندگی کے سنوارنے کے سامان پیدا کرتے ہیں۔

پس کلامِ الٰہی کی مثال پانی سے دی گئی ہے کہ اگر وہ اس کلام کو سنیں اور اس پر عمل کریں تو یقیناً یہ روحانی مُردوں کو زندگی بخشنے والا کلام ہے۔ اور سب سے بڑھ کر جو کلام اترا اور کامل کلام اترا، وہ قرآنِ کریم ہے۔ تو اس آیت میں یہ پیغام ہے کہ قرآنِ کریم ہی وہ کلام ہے جو تمہیں زندگی بخشنے والا ہے۔ اس میں قرآنِ کریم کے مقام اور عظمت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ یہاں یہ بھی اصول بیان ہو گیا کہ انبیاء کے ذریعہ وہ روحانی پانی اترتا ہے جو مردہ دلوں کو زندگی بخشتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء آئے، انہوں نے بھی اپنے اپنے علاقے اور دائرے میں اپنے ساتھ لائے ہوئے روحانی پانی سے مُردوں کو زندگی بخشی لیکن ساتھ ہی آنے والے عظیم نبی کی پیشگوئی بھی فرما دی۔ ایسا نبی جو ایسا صاف اور مصفّٰی پانی لائے گا، ایسا روحوں کو تازگی بخشنے والا اور مُردوں کو زندہ کرنے والا پانی لائے گا جس کا دائرہ تمام دنیا پر حاوی ہو گا۔ پس قرآنِ کریم وہ کامل اور مکمل تعلیم ہے جو تمام زمانوں کے لئے ہے اور ایسا پانی ہے جس نے اُس وقت جبکہ زمین اپنی مردنی کی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، مردہ دلوں کو زندگی کا پیغام دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن پر یہ کتاب اتری تھی، اُن کی قوتِ قدسی نے روحانی طور پر مردوں کو زندہ کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس دور کا نقشہ کھینچتے ہوئے اور مردوں کو زندہ کرنے کا ذکر فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''تواریخ صاف بتاتی ہے اور فرقان مجید کے کئی مقامات میں...... بوضاحت تمام وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس زمانے میں مبعوث ہوئے تھے کہ جب تمام دنیا میں شرک اور گمراہی اور مخلوط پرستی پھیل چکی تھی۔ اور تمام لوگوں نے اصولِ حقّہ کو چھوڑ دیا تھا اور صراطِ مستقیم کو بھول بھلا کر ہر یک فرقہ نے الگ الگ بدعتوں کا راستہ لے لیا تھا۔ عرب میں بت پرستی کا نہایت زور تھا۔ فارس میں آتش پرستی کا بازار گرم تھا۔ ہند میں علاوہ بت پرستی کے اَور صدہا طرح کی مخلوق پرستی پھیل گئی تھی۔ اور اُنہی دنوں میں کئی پوران اور پُستک (یعنی بہت ساری کتابیں ہندوؤں میں تھیں) کہ جن کے رُو سے بیسیوں خدا کے بندے خدا بنائے گئے۔ اور اوتار پرستی کی بنیاد ڈالی گئی، تصنیف ہو چکی تھی۔ اور بقول پادری پورٹ صاحب اور کئی فاضل انگریزوں کے اُن دنوں میں عیسائی مذہب سے زیادہ اور کوئی مذہب خراب نہ تھا۔ اور پادری لوگوں کی بدچلنی اور بداعتقادی سے مذہب عیسوی پر ایک سخت دھبہ لگ چکا تھا۔ اور مسیحی عقائد میں نہ ایک نہ دو بلکہ کئی چیزوں نے خدا کا منصب لے لیا تھا''۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 112 حاشیہ نمبر 10)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ جو پادری پورٹ کا اور دوسرے فاضل علماء کا، انگریزوں کا ذکر فرمایا ہے، یہ ڈیون پورٹ ہے۔ اس وقت میں باقی حوالے تو نہیں دیتا، لمبا ہو جائے گا۔

ڈیون پورٹ نے اُس زمانے کی حالت کے بارے میں جو لکھا ہے، اُس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''ایک طرح کی اخلاقی اور مذہبی بدعملی عیسائیوں اور یہودیوں میں موجود تھی جنہوں نے ایک زمانے سے عرب کے جزیرہ نما میں خود کو لا بسایا تھا۔ اور انہوں نے بہت طاقتور جماعتیں قائم کر لی تھیں۔ اُس وقت کی عیسائیت کی حالت سے زیادہ کسی قابلِ افسوس چیز کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ حقیقت میں عیسائیت کے اساتذہ کی بدعملی نے فہیم لوگوں کو عیسائیت سے متنفر کر دیا تھا۔ اُن کے جھوٹ، اُن کے افسانے جو اُن کے بزرگوں اور اُن کے معجزات کے بارے میں تھے اور سب سے زیادہ اُن کے پادریوں کے طرزِ عمل نے عرب کی سرزمین پر اُن کے گرجوں کو بے آباد کر دیا تھا۔ ایشیا اور افریقہ میں عیسائی چرچ کی بکھری ہوئی مختلف شاخیں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتی تھیں۔ اور اُنہوں نے نہایت بیہودہ بدعتوں اور وہموں کو اپنا لیا تھا۔ وہ ہمیشہ تنازعات میں مصروف رہتے تھے۔ عیسائی فرقوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ تنازعات کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے، جبکہ رشوت، عیاشی، بربریت اور جہالت جو پادریوں کے درمیان پائی جاتی تھی، عیسائی مذہب کے لئے بڑے مسائل کا باعث بنی اور اُس نے لوگوں کے درمیان عالمی عیاشی کے انداز متعارف کروائے۔ عرب کے ریگستان جہالت اور بے شعور خانقاہوں یا راہبوں سے اَٹ گئے تھے جو کہ فضول اپنی زندگیوں کو ضائع کر رہے تھے لیکن اُن کے دماغ میں خوفناک سوچیں آتی رہتی تھیں اور پھر کبھی اس رَو میں اکثر مسلح فتنہ پرداز گروہوں کی شکل میں شہروں میں جا گھستے، گرجا گھروں میں اپنے تخیلات کی تبلیغ کرتے اور تلوار کے زور پر اُنہیں منواتے۔ انتہا کی بت پرستی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے جاری کردہ اس سادہ عبادت کی جگہ

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم-عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر239

مکرمہ غصون احمد المعضمانی صاحبہ(2)

پچھلی قسط میں ہم نے مکرمہ غصون المعضمانی صاحبہ کے خاندانی حالات، ان کی بیماری اور اس کے بعد معذور بچوں کے خاص ادارے میں داخلے تک کے حالات کا ذکر کیا تھا۔اس قسط میں ان کی اس داستان کا کچھ اور حصہ پیش کیا جائے گا۔وہ بیان کرتی ہیں:

خدائی مدد

معذوروں کی تعلیم وتربیت کا یہ ادارہ پرائمری سکول تک کے بچوں کو لیتا تھا۔میں تو اپنی معذوری کی وجہ سے ہر وقت کسی کی مدد کی محتاج رہتی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عمر میں مجھ سے بڑی ایک بچی کے دل میں میرے لئے کچھ ایسی محبت ڈال دی کہ وہ ہر وقت میرے ساتھ رہتی اور میری بڑی خدمت کرتی تھی۔گو وہ بھی معذوری کا شکار تھی لیکن اس کی معذوری میرے مقابلے میں بہت کم تھی۔ایک سال بعد جب وہ اپنی تعلیم مکمل کر کے جانے لگی تو مجھے بھی اپنی فکر ہونے لگی۔اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور اس ادارے کی انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ اب اس ادارے میں پرائمری کی بجائے مڈل کی عمر تک کے بچے لئے جائیں گے۔لہذا میری اس محسن دوست کے لئے بھی یہیں اپنی تعلیم جاری رکھنے کا موقع نکل آیا اور میری بھی پردہ پوشی ہوتی رہی۔پھر جب یہ دوست تعلیم مکمل کر کے چلی گئی تو اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے مجھے کچھ اور ایسی محسن لڑکیوں کی دوستی سے نوازا جنہوں نے میری بہت مدد کی۔ان کے اس احسان کی وجہ سے ہی آج تک میرا ان کے ساتھ رابطہ ہے اور مَیں ان کے لئے دعا گو ہوں۔

مذہبی رجحانات

1۔مَیں جس گھر اور معاشرے میں پلی بڑھی وہاں صحیح اسلامی تعلیمات پر عمل نہ ہونے کے برابر تھا۔میرے ایک چچا کی بیوی عیسائی تھی۔میرا اُن کے ساتھ بہت پیار کا تعلق قائم تھا۔ان سے تعلق کی وجہ سے میرے دل میں حضرت مسیح اور حضرت مریم کی محبت پیدا ہوگئی۔مَیں اکثر ہی حضرت مریم کو خواب میں دیکھا کرتی تھی۔نیز مسلمانوں کی آپس کی تکفیر بازی اور تشدد کے واقعات کے بالمقابل مجھے میری اس عیسائی چچی نے نہ صرف محبت اور رواداری کی تعلیم سکھائی بلکہ اپنی ذات میں اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا۔ان کے اس طرز عمل کا بھی میری شخصیت پر بہت گہرا اثر پڑا۔

2۔ دیگر ہمسایوں میں عیسائی اور علوی شیعہ حضرات تھے۔ان سے تعلق اور میل ملاپ کا ہماری روایات اور رسم ورواج پر بھی بہت اثر تھا اور باوجود اختلافِ عقیدہ کے ہماری روایات ورسم و رواج تقریبًا ملتے جلتے تھے۔ اپنے اس ماحول میں مَیں نے حضرت علی اور آل بیت رضوان اللہ علیہم کے بارہ میں بہت کچھ سنا۔اس لئے ان کی محبت بھی میرے دل میں جاگزین ہوگئی۔بلکہ مَیں نے ایک خواب میں حضرت رقیہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مزار اور مسجد دیکھی۔جبکہ اس وقت تک باوجود دمشق میں رہنے کے مَیں نے یہ جگہ نہ دیکھی تھی۔اور جب مَیں نے اپنی والدہ صاحبہ کو اس کی تفصیل بتائی تو وہ حیران ہوئیں اور کہنے لگیں کہ موجودہ ترمیمات سے قبل مسجد اور مزار بالکل اسی طرح کا تھا جیسے تمہیں رؤیا میں دکھایا گیا ہے لیکن اب اس کی تعمیر نو اور توسیع ہوگئی ہے۔

{شام میں عمومًا اور دمشق میں خصوصًا جہاں بعض صحابہ، امہات المومنین، اور صحابیات کے مزارات ہیں وہاں اہل بیت اور ان کی آل واولاد کے بھی بہت سے مقامات اور مزارات ہیں۔جس کی وجہ شاید اس روایت کو قرار دیا جاتا ہے کہ یزید نے حضرت حسین کی شہادت کے بعد آپ کا سر اور آپ کے ساتھ شہید ہونے والے متعدد افراد اہل بیت کے سَر دمشق منگوائے تھے۔اسی طرح اہل بیت کے کئی اسیران کو بھی یہاں لاکر رکھا گیا تھا اس لئے ان سب کی قبریں اور مقامات یہاں پر موجود ہیں۔واللہ اعلم بالصواب۔ان مقامات میں سے سب سے اہم سیدہ زینب کا مقبرہ ومسجد ہے جو دمشق سے دس کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک بڑے قصبہ میں واقع ہے۔یہ مقبرہ حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔اس کے اردگرد کی آبادی شیعہ مسلک سے تعلق رکھتی ہے اور اکثریت غیر ملکیوں پر مشتمل ہے جس میں زیادہ تر ایران، پاکستان اور انڈیا سے آئے ہوئے لوگ ہیں۔

دوسرا اہم مقام حضرت رقیہ بنت امام حسین کا ہے جو اس وقت دمشق کے مشہور تاریخی بازار ''سوق حمیدیہ'' کے آخر پر واقع قدیم تاریخی مسجد ''جامع اموی'' سے تقریبًا ایک سو میٹر کے فاصلے پر نہایت گنجان علاقے میں ہے۔1985 میں اس کی تعمیر نو ہوئی اور کافی توسیع بھی کی گئی۔ ان تاریخی مقامات اور سابقہ پُر امن حالات کی وجہ سے شام بہت سا زر مبادلہ بھی کماتا تھا لیکن حالیہ فسادات کی وجہ سے وہاں پر بربادیوں نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔(ندیم)}

3۔علاوہ ازیں دینی لحاظ سے مَیں ایک اور شخصیت سے متأثر تھی اور وہ میرے چچا مکرم یوسف المعضمانی کی شخصیت تھی۔ان کے بارہ میں مشہور تھا کہ وہ احمدی ہیں۔ لیکن اس وقت مجھے معلوم نہ تھا کہ احمدی کیا ہوتا ہے۔بعد میں پتہ چلا کہ میرے یہ چچا ایک مخلص احمدی مکرم ناصر عودہ صاحب کے دوست تھے اور انہی کی تبلیغ سے احمدی ہوگئے جس کے بعد ان میں بہت بڑی تبدیلی آئی۔مَیں ان کے بہت قریب تھی۔ وہ میرے ساتھ نہایت مشفقانہ برتاؤ کرتے اور غیر معمولی احسان کا سلوک فرماتے تھے۔ان کے اخلاق حمیدہ نے میری شخصیت پر گہرا اثر ڈالا۔ان کی وفات 1996ء میں ہوئی۔

ان مخلوط خیالات کو لے کر مَیں جوانی کی عمر کو پہنچی۔ مجھے خوشی ہے کہ میری کوشش شروع سے ہی یہی تھی کہ ہر اچھی چیز کو اپنایا جائے۔تاہم مَیں اسلامی شعائر جیسے پردہ اور نماز روزہ کی پابندی جیسے امور سے بہت دُور تھی۔

جُرمِ مسیحائی

میری عمر شاید سولہ سترہ برس کی تھی جب دمشق میں امریکہ اور برطانیہ کے بعض سرجن آئے جنہوں نے دمشق کے بعض تاجروں کے تعاون سے 25 معذوروں کے مفت آپریشن کا فیصلہ کیا۔اس طبّی وفد کی طرف سے مجھے بھی چیک اَپ کے لئے حاضر ہونے کا پیغام ملا۔مَیں نے شروع میں تو انکار کردیا کیونکہ مجھے علم تھا کہ اعصاب سکڑنے کے مرض میں کسی آپریشن کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن ہسپتال کی نرس کے اصرار پر مَیں نے حامی بھرلی۔

جب آپریشن کے لئے میری باری آئی اور انہوں نے میری ٹانگوں کی حرکت دیکھی تو ڈاکٹرز کے چہروں پر ابھرنے والی لکیروں میں چھپے کئی سوالوں نے مجھے بھی کسی قدر پریشان کردیا، ایسے لگتا تھا کہ وہ اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ مجھے اعصاب وعضلات کے سکڑنے کا مرض لاحق ہے۔ بہرحال انہوں نے چیک اَپ کے بعد میرے گھٹنوں کے جوڑوں کا آپریشن تجویز کیا۔امید تو یہ تھی کہ مَیں اس تجربہ کے بعد بہتری محسوس کروں گی لیکن جو نتیجہ نکلا وہ مجھ جیسے مریض کے بارہ میں کسی جرم سے کم نہیں ہے۔میری ٹانگیں گو کمزور تھیں لیکن تھوڑی بہت حرکت کے قابل تھیں۔ نیز عضلات کے سکڑنے کا عمل چونکہ بہت سُست رفتاری سے ہوا تھا اس لئے وہ میری طبیعت کا حصہ بن گیا تھا اور روزمرہ کی دردیں وغیرہ نہ تھیں۔لیکن آپریشن کے نتیجہ میں میری ٹانگیں شل ہوگئیں۔ان کی رہی سہی حرکت بھی جاتی رہی۔اور ناقابل برداشت دردیں اس پر مستزاد تھیں۔میں ابھی تک تو اپنی بیماری کے بارہ میں اہل خانہ کی بے اعتنائی کے عذاب جھیل رہی تھی لیکن اب اس کے ساتھ مسیحائی کے عذاب بھی شامل ہوگئے۔

درد اتنا ہے کہ ہر رگ میں ہے محشر برپا

مجھے چار ماہ تک ہسپتال میں رہنا پڑا جہاں دردوں سے رہائی کے لئے ہائی پوٹینسی میں مسکّن ادویہ دی جاتی رہیں۔ہسپتال سے واپسی پر بھی کئی ماہ تک مَیں انہی درد والم اور خوف کی کیفیات سے دوچار رہی۔میری بائیں ٹانگ تو بالکل بے کار ہوگئی تھی۔دائیں ٹانگ کو کچھ بہتر کرنے کے لئے دوبارہ آپریشن کیا گیا۔جس کی وجہ سے مَیں ایک عرصہ تک دائیں جانب لیٹنے پر مجبور رہی نتیجۃً میرے دائیں بازو پر بھی فالجی عوارض ظاہر ہونے لگے۔دائیں ہاتھ سے لکھنا مشکل ہوا تو مَیں نے بائیں ہاتھ سے لکھنے کی پریکٹس شروع کردی۔یوں مَیں درد وآلام کے بوجھوں سے لدی زندگی کی گاڑی کو جیسے تیسے دھکیلنے لگی۔

آپریشن کے بعد کئی دنوں تک مجھے اتنی شدید دردیں ہوتی رہیں کہ جن کی وجہ سے سونا تو درکنار چین سے لیٹنا بھی ناممکن تھا۔میرے درد والم کا اشکوں سے ایسا گہرا رشتہ قائم ہوگیا تھا کہ نہ درد رُکتا نہ ہی اشک سوکھتا تھا۔ان دنوں میں میرے سونے کی گھڑیاں شاید انگلیوں پر گنی جاسکتی ہوں گی۔نہ کوئی دوا اثر کرتی تھی نہ کوئی کوشش بارآور ثابت ہوتی تھی۔ایسے میں مَیں نے شاید زندگی میں پہلی بار نہایت اضطرابی کیفیت میں یہ دعا کی کہ اے خدا یا مَیں تجھے تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمدؐ کا واسطہ دے کر عرض کرتی ہوں کہ تو مجھے چند لمحوں کے لئے ہی نیند عطا کر دے۔نہ جانے یہ درد کی شدت کی وجہ سے بے ہوشی تھی یا میرا دعا میں استغراق تھا کہ اسی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت زینب بنت علیؓ میرے کمرے میں داخل ہوتی ہیں اور میرے دائیں طرف بیٹھ جاتی ہیں۔آپ کے سامنے ایک عورت کھڑی ہے جو اپنی حاجت بیان کرتی ہے تو حضرت زینب اپنا دایاں ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیتی ہیں۔ پھر وہ مجھے دیکھتی ہیں۔مَیں شدتِ درد سے کراہ رہی ہوتی ہوں اور اشکبار ہوکر ان سے عرض کرتی ہوں کہ اصل محتاج تو مَیں ہوں۔وہ میری طرف دیکھ کر کہتی ہیں کہ میرے والد صاحب (حضرت علیؓ) ابھی تمہارے لئے تشریف لائیں گے۔مَیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کا سن کر بہت خوش ہوتی ہوں۔ کچھ دیر کے بعد حضرت علی تشریف لاتے ہیں اور میرے دردوں کی جگہ پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں۔ ان کے دست مبارک کی برکت سے مجھے اس قدر تسکین حاصل ہوجاتی ہے کہ پھر مَیں اپنے آپ سے بھی بے خبر ہوجاتی ہوں۔اس کے بعد مجھے اتنی گہری اور لمبی نیند آئی کہ جب جاگی تو پتہ چلا کہ مَیں مسلسل 12 گھنٹے تک بغیر کوئی دوا لئے سوئی رہی۔اور آپریشن کے بعد یہ پہلا موقع تھا جب مَیں جی بھر کے سوئی تھی۔لیکن خدا تعالیٰ نے اس رؤیا کے بعد ایسا فضل فرمایا کہ میرے درد ختم ہوتے گئے اور مجھے بغیر کسی دوا کے ہی نیند آنے لگی۔

اس رؤیا اور واقعہ کی وجہ سے میرا اہل بیت کے ساتھ تعلق اور مضبوط ہوگیا۔اور دین اور اس کے شعائر کی طرف توجہ ہوئی۔

اسی عرصہ میں ہمارے خاندان کا رابطہ ایک بہت ہی متدیّن اور احکام اسلام کے پابند گھرانے سے ہوا۔ہمارے خاندانی تعلقات اور روابط بڑھے تو بفضلہٖ تعالیٰ مَیں نے اس خاندن سے بہت حد تک دینی رنگ اخذ کیا اور زندگی میں پہلی مرتبہ نمازوں اور دیگر دینی شعائر کی پابندی کرنے لگی۔ لیکن افسوس کہ یہ سلسلہ زیادہ دیر نہ چل سکا کیونکہ ہمارے خاندانوں کے مابین کوئی جھگڑا ہوگیا جس کی وجہ سے یہ تعلقات ختم ہوگئے اور مَیں اس نیک تاثیر سے محروم ہوگئی۔

والدہ صاحبہ کا عمرہ

میری عمر اٹھارہ انیس سال کی ہوگی جب میری والدہ کو معجزانہ طور پر عمرہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔یہ بھی شاید والدہ صاحبہ کی شدید خواہش اور دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے نذر مانی ہوئی تھی کہ اگر انہیں نامساعد حالات کے باوجود عمرہ کی سعادت مل گئی تو وہ اپنے قافلے میں جانے والے تمام معتمرین کی سارے سفر میں خدمت کرتی رہیں گی۔چنانچہ جب وہ عمرہ کے سفر پر گئیں تو اپنے ساتھ جانے والے تمام مسافروں کی خدمت کرنے لگیں۔ان عمرہ کرنے والوں میں ایک نوجوان بھی تھا جو میری والدہ صاحبہ کے اس جذبہ سے بہت متاثر ہوا اور ان سے اس کا سبب پوچھا۔ والدہ صاحبہ نے اپنی نذر کے بارہ میں بتایا تو اس نوجوان نے کہا کہ کیا آپ کی کوئی بیٹی ہے؟ والدہ صاحبہ نے میرا نام لے کے ہاں میں جواب دیا تو اس نے پوچھا کہ کیا وہ شادی شدہ ہے؟ والدہ صاحبہ نے نفی میں جواب دیتے ہوئے بڑی ہچکچاہٹ سے میری معذوری کا ذکر کردیا۔اس پر اس نوجوان نے کہا کہ کیا آپ اپنی اس بیٹی کو عمرہ پر لے کر جاسکتی ہیں؟ میری والدہ نے اپنی سفید پوشی کا بھرم رکھتے ہوئے ٹالنے کی کوشش کی تو نوجوان نے کہا کہ دراصل بات یہ ہے کہ مَیں آپ کے حسن سلوک اور جذبۂ خدمت سے بہت متأثر ہوا ہوں اور آپ کی ایک بیٹی کو عمرہ کا ٹکٹ دینا چاہتا ہوں۔لیکن چونکہ وہ معذور ہے اس لئے مَیں دو ٹکٹ دوں گا تاکہ آپ بھی اس کے ساتھ جاسکیں۔ یہ کہہ کر اس نے والدہ صاحبہ سے نام پتہ اور دیگر معلومات لے لیں۔

والدہ صاحبہ جب تشریف لائیں اور مجھے اس بارہ میں بتایا تو مَیں نے اسے مذاق ہی سمجھا اور کہا کہ شاید اس نوجوان نے میری والدہ کو سہانے خواب دکھا کر اپنی راہ لی ہے۔لیکن میری سوچ اس وقت غلط ثابت ہوئی جب ہمیں ایک ٹریول ایجنسی کی طرف سے فون آگیا کہ ہماری ٹکٹ اور سفر کی تمام ضروریات کا انتظام ہوچکا ہے۔چنانچہ اس ایجنسی کی طرف سے ہمیں عمرہ کرنے کا پروگرام دے دیا گیا۔

مجھے عمرہ پر جانے سے قبل ہرگز معلوم نہ تھا کہ میرے اندر وہاں جا کر بہت بڑی تبدیلی آنے والی ہے۔

(باقی آئندہ)

کیتھولک چرچ کے نئے پوپ کا انتخاب

سیاسی اثر ورسوخ، محلاتی سازشیں۔ جلاوطنی اور صدیوں کے تصادم کے بعد ایک مستحکم انتخابی نظام

(انیس احمد ندیم۔ مبلغ انچارج جاپان)

ایک ارب سے زائد رومن کیتھولک عیسائیوں کے روحانی پیشوا پوپ بینی ڈکٹ 16 کے اچانک استعفیٰ نے ویٹی کن سٹی کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ کلیسیا کی دو ہزار سالہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ پاپائے روم کا مستعفی ہونا معمول کا واقعہ نہیں بلکہ کسی شدید اندرونی خلفشار اور بے چینی کی طرف اشارہ ہے۔

اس سلسلہ میں بہت کچھ کہا جا رہا ہے اور مختلف تجزیہ نگار مختلف زاویوں سے رومن کلیسیا کو درپیش چیلنجز کا جائزہ لے رہے ہیں، دوسری طرف استعفیٰ کے بعد پیدا ہونے والے خلا کو پُر کرنے کے لیے مشاورت کا سلسلہ جاری ہے اور مارچ کے اخیر تک انتخاب کی کارروائی مکمل ہونے کا امکان ظاہر کیا جا رہا ہے۔ جب تک نیا پوپ منتخب نہیں ہو جاتا اس عرصہ کو Vecante Sede کہا جائے گا اور انتخاب کی کارروائی تک ایک کارڈینل جو Chamberlain کہلاتے ہیں وہ نظام سنبھالیں گے۔ اور ان کے اختیارات صرف انتخاب کی کارروائی تک محدود ہوں گے۔ پوپ کو آفیشل طور پر Supreme Pontiff کہا جاتا ہے جبکہ پوپ لاطینی زبان میں باپ کو کہتے ہیں۔

پوپ کے انتخاب کے لیے دو تہائی اکثریت لینا ضروری ہے، پوپ جان پال دوم نے قوانین میں تبدیلی کر کے یہ ترمیم کی تھی کہ اگر بارہ دن گزرنے کے بعد بھی نیا پوپ منتخب نہ کیا جا سکے تو سادہ اکثریت سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن پوپ بینیڈکٹ نے 2007ء میں اس قانون میں ترمیم کر کے دوبارہ دو تہائی اکثریت ضروری قرار دی تھی اور اُس وقت سے ہی یہ قیاس آرائی کی جا رہی ہے کہ یہ فیصلہ ان خدشات کو روکنے کی کوشش ہے کہ کارڈینلز کا ایک گروپ سادہ اکثریت سے اپنی مرضی کا پوپ منتخب کروانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

منتخب ہونے والے پوپ سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ آپ کو اس عہدہ کے لیے منتخب کر لیا گیا اور کیا آپ اسے قبول کرتے ہیں؟ وہ چاہیں تو اس سے انکار بھی کر سکتے ہیں لیکن عموماً ایسا نہیں ہوتا اور نئے منتخب ہونے والے پوپ کی رضامندی معلوم کرنے کے بعد سینئر کارڈینل ویٹیکن کی بالکونی سے نمودار ہو کر لاطینی زبان کے اس ایک فقرہ سے نئے پوپ کی آمد کا اعلان کرتا ہے کہ habemus papam۔

منتخب شدہ پوپ وسیع اختیارات کا مالک ہوتا ہے اور کارڈینلز کی مشاورت سے کلیسیا کے قواعد میں ترامیم کرتا رہتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں پوپ کے انتخاب کے لیے مقررہ قواعد کافی بہتر اور جامع ہو چکے ہیں لیکن ماضی میں ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ کبھی تو کسی خاتون کو پوپ منتخب کر لیا گیا اور کبھی پوپ کا انتخاب 33 ماہ تک چلتا رہا اور نتیجہ پر پہنچنا مشکل ہو گیا۔ ابتدا میں پوپ منتخب کرنے کا اختیار اہل روم کے پاس ہوتا تھا اور اکثر شاہی خاندان یا اعلیٰ طبقہ کے افراد نیا پوپ منتخب کرتے لیکن سیاسی طور پر ایک دوسرے کی حریفانہ مخالفت کے باعث اس مذہبی عہدہ کا تقدس مجروح ہونے لگا تو 1179ء میں انتخاب کارڈینلز کے سپرد کر دیا گیا۔ لیکن مسائل اور مشکلات نے پیچھا نہ چھوڑا اور 1268ء سے 1271ء تک تقریباً تین سال کا عرصہ رومن کلیسیا اپنے مذہبی راہنما سے محروم رہا اور 33 ماہ کے بعد کارڈینلز گریگوری دہم کے نام پر متفق ہوئے اور انہوں نے نئے پوپ کا منصب سنبھالا۔

13ویں صدی عیسوی رومن کلیسیا کے لیے مشکل ترین دَور کہا جا سکتا ہے جب پوپ کے انتخاب کے لیے مختلف مسائل سامنے آتے رہے اور اسی دوران پہلی دفعہ پوپ نے اندرونی سازشوں سے تنگ آ کر مستعفی ہونے کا بھی فیصلہ کیا۔ گریگوری دہم نے 1271ء میں پوپ بننے کے بعد ایسے قوانین متعارف کروائے جن سے انتخاب کے مراحل میں آسانی پیدا کی جا سکے۔

ان ترامیم کی روشنی میں کارڈینلز کو جلد انتخاب پر مجبور کرنے کے لیے کمرہ کو باہر سے مقفل کر دینے کا قانون بنا اور اطلاع دینے کیلئے اس عمارت کی چمنی سے نکلنے والا دھوآں ایک علامت قرار پایا۔ تالہ سے بند ایسے کمرہ کو conclave کہا جاتا ہے۔ بسا اوقات کارڈینلز کو کھانا دینا بھی بند کر دیا گیا تا کہ وہ جلد انتخاب کر سکیں تو بعض دفعہ انتخاب کی کارروائی تک خواہ وہ کتنا عرصہ چلے conclave سے باہر نکلنا بھی منع کر دیا گیا حتی کہ قیام وطعام کا بندوبست بھی وہیں کر دیا گیا۔ لیکن ان قواعد کے بعد بھی ایک دفعہ پھر 1292ء میں پوپ Nicholas IV کے انتقال کے بعد ڈیڈلاک پیدا ہوا اور دو سال کے بعد نئے پوپ کا انتخاب عمل میں آ سکا۔ ایسا ہی ڈیڈلاک 1314ء سے 1316ء تک بھی سامنے آیا۔

ان اختلافات اور ڈیڈلاک کا مطالعہ کریں تو فرانسیسی اور رومن پادریوں کی باہمی کشمکش وہ نمایاں وجہ ہے جس نے رومن کلیسیا کے در و دیوار ہلا کر رکھ دیئے تھے حتی کہ ایک وقت ایسا بھی آیا جب فرانس سے منتخب ہونے والے پوپ روم کو چھوڑ کر فرانس میں سکونت پذیر ہونے لگے۔ لیکن یکے بعد دیگرے آنے والے ڈیڈلاکس اور لگاتار سات فرانسیسی پوپ منتخب ہونے کے بعد Gregory XI آخری فرانسیسی پوپ ثابت ہوئے اور روم کے پادریوں اور کارڈینلز نے اندرونی خلفشار پر قدرے قابو پایا اور پاپائیت دوبارہ رومن پادریوں کے ہاتھ میں آ گئی۔ اور آنے والی کئی صدیوں تک پاپائے روم کا عہدہ روم کے پادریوں کے پاس رہا۔

پوپ Benedict IX جو 1032ء میں اس عہدہ کے لیے منتخب ہوئے تو ان کی عمر صرف 20 سال تھی۔ پاپائیت کی تاریخ میں یہ ایک غیر معمولی متنازعہ کردار ہیں۔ قتل سمیت دیگر بہت سارے غیر اخلاقی الزامات ان پر لگائے جاتے ہیں حتی کہ 1036ء میں انہیں روم سے نکال دیا گیا۔ لیکن پھر Emperor Conrad II. کی مدد سے یہ دوبارہ واپس آئے اور پوپ کا عہدہ سنبھالا۔ اس کے بعد بھی مختلف الزامات کا سامنا کرنا پڑا اور انہیں عہدہ سے استعفیٰ پر مجبور کر دیا گیا اور یہ پہلے شخص اور مجموعی طور پر تیسرے فرد ہیں جو پوپ کے عہدہ سے مستعفی ہوئے۔ بعد ازاں انہیں عیسائیت سے اخراج کی سزا سنائی گئی اور روم سے بھی نکال دیئے گئے۔

1154ء میں منتخب ہو کر تقریباً پانچ سال اس عہدہ پر رہنے والے Adrian IV اب تک کی دو ہزار سالہ تاریخ کے واحد پوپ ہیں جن کا تعلق انگلینڈ سے ہے۔

Pope Celestine IV جو 1241ء میں سخت مخاصمت کے بعد پوپ منتخب ہوئے لیکن فریڈرک دوم کے ساتھ اختلافات اور کارڈینلز کی باہم کشمکش میں عہدہ سنبھالے بغیر انتخاب کے 16 دن بعد ہی وفات پا گئے۔

ستمبر 1590ء میں منتخب ہونے والے Urban VII صرف 12 دن اپنے عہدہ پر فائز رہ سکے جو رومن کلیسیا کی تاریخ کا سب سے مختصر عرصہ ہے۔ اس دوران انہوں نے چرچ میں کسی بھی شخص کے تمباکو نوشی کرنے پر پابندی عائد کی۔

1513ء میں Leo X پوپ کے عہدہ کے لیے منتخب ہوئے۔ یہ ان چند لوگوں میں سے ہیں جو پادری نہ ہونے کے باوجود پوپ کے عہدہ پر منتخب ہوئے۔ پروٹسٹنٹ اور مارٹن لوتھر کی تحریک اس دور میں عروج پر تھی۔ یہ دَور بھی رومن کلیسیا کے لیے مشکل ترین دور قرار دیا جاتا ہے۔

1775ء میں Pius VI پوپ منتخب ہوئے۔ فرانسیسی پادریوں اور رومن چرچ کی رسّہ کشی کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ یہ دور فرانسیسی انقلاب کا دور تھا اور نپولین بوناپارٹ نے اٹلی پر حملہ کر کے پاپائیت کے مرکز پر بھی قبضہ کر لیا۔ پوپ کی رحم کی درخواست منظور کر کے خاموشی کی شرط پر انہیں معاف کر دیا گیا لیکن بعد میں انہیں جیل میں ڈال دیا گیا اور رومن کلیسیا نئے پوپ کے انتخاب کے لیے ایک دفعہ پھر مشکل ترین صورتحال میں گھر گیا۔

پوپ کا انتخاب اور مختلف تہذیبوں کا زوال

1455ء میں منتخب ہونے والے Callixtus III پہلے سپینش تھے جو اس عہدے پر فائز ہوئے۔ رومن پادریوں کی کلیسیا پر اجارہ داری کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو سپین سے ایک عیسائی پادری کا پاپائے روم کے عہدے تک پہنچنا یقیناً ایک غیر معمولی واقعہ تھا اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ یہی وہ دور ہے جب مسلمان سپین میں زوال کو پہنچے۔

یہی کہانی پوپ جان پال دوم کے انتخاب کے وقت دہرائی گئی۔ ایک طرف تو ان سے پہلے پوپ انتخاب کے صرف 33 روز بعد ویٹیکن میں اپنے محل میں مردہ پائے گئے تو دوسری طرف تاریخ میں پہلی دفعہ پاپائے روم ایک کمیونسٹ ملک اور روس کے دست راست پولینڈ سے منتخب ہوئے اور پوپ جان پال 455 سال کے عرصہ میں پہلے غیر اطالوی پوپ تھے۔ یہیں سے کمیونزم کے دور زوال کا آغاز ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے کمیونزم بلاک شکست وریخت کا شکار ہو گیا۔

رومن کلیسیا کی 2 ہزار سالہ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ کبھی کلیسیا کے اعلیٰ ترین عہدہ کی حامل شخصیت غیر اخلاقی الزامات کی زد میں آتی ہے تو کبھی Julius II پر رشوت دے کر ایک دن میں انتخاب کا الزام لگتا ہے۔ کبھی دو دو تین تین سال تک انتخاب ڈیڈلاک کا شکار رہتا ہے تو کبھی فرانسیسی اور رومی پادریوں کی چپقلش اس عہدہ کو گہناتی ہے۔ کہیں کمیونسٹ علاقہ سے پوپ کا انتخاب ایک سوچے سمجھے منصوبے کا حصہ سمجھتا جاتا ہے تو کہیں سپین سے پوپ کے انتخاب کے بعد وہاں سے مسلمانوں کے زوال کی داستان شروع ہوتی ہے۔ کبھی کسی عورت کے پوپ منتخب ہو جانے کا تنازعہ سر اٹھاتا ہے تو کہیں نپولین کی فوجیں پاپائے روم کو سرنگوں کر دیتی ہیں۔ لیکن Honorius I جیسے موحد پوپ بھی پاپائیت کی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ گو کہ ان کے بعد آنے والے پوپ نے اپنے پیشرو کے نظریات کو رد کرتے ہوئے ان کی مذمت کی لیکن وہ تاریخ میں ہمیشہ ایک موحّد پوپ کے طور پر یاد رکھے جائیں گے۔ کاش کہ 266ویں پوپ کو منتخب کرتے ہوئے رومن کلیسیا دوبارہ اپنی اصل کی طرف لوٹ آئے اور خدائے واحد کی غلامی کی طرف سفر شروع کر سکے۔ آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

RASHID & RASHID
Solicitors, Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street, Tooting, London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738

24 Hours Emergency No: 07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com

RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

خطبہ جمعہ

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے ہیں جو قرآنِ کریم پڑھتے ہیں، اُس کا ترجمہ بھی پڑھتے ہیں، خدا تعالیٰ کے خوف کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ وہ کبھی یہ پسند نہیں کرتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دھتکارے جائیں لیکن اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے جن تعلقات کو جوڑنے کا حکم دیا ہے، اُن کو حقیقی رنگ میں جوڑنے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ تضاد ہے جو دنیا میں اکثر مسلمانوں کی اکثریت میں نظر آتا ہے۔ ایک خواہش اور دعویٰ کے باوجود نظر آتا ہے۔ اور احمدیوں کے بارے میں بھی ہم سو فیصد نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس تعریف کے اندر آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مومن کی بتائی ہے۔ پس ہمیں بھی اس بارے میں اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے۔

قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے حوالہ سے باہمی امن، محبت اور رحم کے فروغ کی بابت اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ یکم مارچ 2013ء بمطابق یکم امان 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۔

(سورۃ الرعد: 22)

اور وہ لوگ جو اسے جوڑتے ہیں جسے جوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے خوف کھاتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اُن تعلقات کے جوڑنے کا فرمایا ہے جن کے جوڑنے کا صرف یہ حکم نہیں کہ جوڑنا ہے بلکہ قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ تعلقات جوڑے اور پھر قائم رکھے۔ یعنی ایک مومن، ایک حقیقی مومن جسے اللہ تعالیٰ نے مومنانہ فراست بخشی ہے، اس بات کا تصور ہی نہیں کر سکتا ہے کہ وہ ایسے کام کرے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف ہوں۔ پس جب وہ ایک حقیقی مومن ہے، اللہ تعالیٰ سے ایک دفعہ تعلق جوڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق اُن تعلقوں کو جوڑتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں تو پھر اُن پر دوام اختیار کرتا ہے۔ فرمایا کہ ایک صاحبِ عقل اور حقیقی مومن کی نشانی یہ ہے کہ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ ۔ یعنی وہ اُن تعلقات کو قائم کرتے ہیں جن کے قائم کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حصہ آیت کی وضاحت کرتے ہوئے خلاصۃً اس طرح فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور محبت میں کمال حاصل کر کے اُس کے حکم اور اُس کی ہدایت کے ماتحت مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور مخلوق سے رشتہ اتحاد و اخوت اور احسان جوڑتے ہیں۔ پھر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور محبت کا کمال اس لئے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ کہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور بُرے حساب سے خوف رکھتے ہیں۔ اپنے ربّ کی خشیت دل میں رکھتے ہیں۔ اور خشیت لغت میں کسی اعلیٰ صفات والی چیز کے کمال وحسن کو پہچاننے کے بعد اُس کے ہاتھ سے جاتے رہنے کے خوف کو کہتے ہیں۔ کہیں میرے ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ یعنی خشیت اُس وقت بولا جاتا ہے جبکہ اُس چیز کی معرفت حاصل ہو جس سے خوف کیا گیا ہے۔ نیز خوف نقصان یا ضرر کا نہ ہو بلکہ اس وجہ سے ہو کہ انسان یقین کرے کہ وہ چیز نہایت اعلیٰ اور عظمت والی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی غفلت کی وجہ سے اُس کا قرب کھو بیٹھوں اور ایک مومن کے نزدیک زمین و آسمان میں سب سے اعلیٰ اور عظمت والی چیز خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 409)

پس اس کے علاوہ نہ کوئی چیز ہے اور نہ کوئی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا تھا کہ مومن اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے اُس کی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے، یہی ایک مومن کی نشانی ہے۔ پس یہ خشیت اور برے حساب کا خوف ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخلوق کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے دامن گیر ہوتی ہے اور ہونی چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہی مومن کی نشانی ہے۔ وہ یہ برداشت ہی نہیں کر سکتا کہ خدا تعالیٰ اُس سے ناراض ہو، اُس کو دھتکار دے۔ عموماً یہی کہا جاتا ہے بلکہ ایک حقیقی مومن نہ بھی ہو، تھوڑا سا بھی ایمان ہو تو وہ یہی چاہتا ہے لیکن دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے ہیں جو قرآنِ کریم پڑھتے ہیں، اُس کا ترجمہ بھی پڑھتے ہیں، خدا تعالیٰ کے خوف کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ وہ کبھی یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دھتکارے جائیں لیکن اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے جن تعلقات کو جوڑنے کا حکم دیا ہے، اُن کو حقیقی رنگ میں جوڑنے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ تضاد ہے جو دنیا میں اکثر مسلمانوں کی اکثریت میں نظر آتا ہے۔ ایک خواہش اور دعویٰ کے باوجود نظر آتا ہے۔ اور احمدیوں کے بارے میں بھی ہم سو فیصد نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس تعریف کے اندر آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مومن کی بتائی ہے۔ پس ہمیں بھی اس بارے میں اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے۔

اس وقت مَیں صرف مسلمانوں کے اوصاف میں سے بھی صرف ایک وصف کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا بڑا واضح ارشاد ہے کہ مسلمان کی کیا خصوصیت ہے اور اس میں یہ ہونا چاہئے۔ مومن کی خصوصیت میں سے یہ ایک بہت بڑی خصوصیت ہے جو بیان فرمائی گئی ہے۔

اس کے بارے میں پہلے میں عمومی طور پر مسلمان ممالک کے حوالے سے کچھ کہوں گا جہاں علماء اور حکمرانوں نے اسلام اور ایمان کے نام پر اس فرض یا خصوصیت کی پامالی شروع کی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقیقی مومنین کی یہ نشانی ہے کہ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:30) آپس میں بے انتہا رحم، ملاطفت اور نرمی کرنے والے ہیں۔ اس حکم کی یا مومنین کی نشانی کی، جیسا کہ مَیں نے کہا، مذہب اور اسلام کے نام پر جس طرح پامالی ہو رہی ہے وہ کسی ایک ملک میں نہیں بلکہ تقریباً تمام مسلم دنیا میں یہی چیز ہمیں نظر آتی ہے۔ کہیں کم ہے کہیں زیادہ ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک کے ذاتی مفادات اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش پر حاوی ہو گئے ہیں۔

پاکستان کی حالت دیکھ لیں۔ درجنوں روزانہ قتل ہو رہے ہیں۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کر رہا ہے۔ اگر گزشتہ چند سالوں کی قتل و غارت کی تعداد جو آپس کی لڑائیوں اور حملوں کی وجہ سے ہوئی ہے ان کو جمع کیا جائے تو ہزاروں میں ان کی تعداد پہنچ جاتی ہے۔ اس وقت میرے پاس اس کے حقیقی اعداد و شمار تو نہیں ہیں لیکن اخباروں سے پڑھنے سے پتہ لگتا ہے کہ روزانہ درجنوں میں قتل ہو رہے ہیں۔ اور اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ ہر سال خودکش بموں سے سینکڑوں بلکہ شاید سینکڑوں سے بھی تعداد آگے نکلے۔ ہزاروں میں پہنچ گئی ہے۔ لوگ مارے جا رہے ہیں اور یہ سب کچھ خدا کے نام پر اور دین کے نام پر ہو رہا ہے۔ کیونکہ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:30) سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی ایک خصوصیت بھی بتائی ہے کہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (سورۃ الفتح:30) کہ کفار کے خلاف جوش رکھتے ہیں، اُن کے لئے سختی ہے۔ اس لئے علماء سمجھتے

ہیں کہ اپنی مرضی سے کسی کو بھی کافر بنا کر اُس کے خلاف جو چاہے کر لو۔ ہمیں لائسنس مل گیا۔ جب ایسی سوچ ہو جائے، ایسے معیار ہو جائیں تو کفر کے فتوے لگانے والے خود اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حکموں کے مطابق کفر کے فتوے کے نیچے آ جاتے ہیں۔

بہر حال پاکستان میں اس لحاظ سے ابھی بظاہر امن کی حالت ہے کہ حکومت اور عوام کی لڑائی نہیں ہے لیکن جن ملکوں میں جنگ کی حالت ہے وہاں جہاں دشمن فوجوں نے بھی ظلم و بربریت کی ہے، وہاں خود مسلمان بھی مسلمان کو مار رہے ہیں۔ مثلاً افغانستان کا جائزہ لیں تو وہاں مسلمانوں نے ہی ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی اور خودکش حملے یا عام حملے شروع کئے ہوئے ہیں۔ افغانستان میں کہا جاتا ہے گزشتہ دس سال میں اس وجہ سے تقریباً پچاس ہزار سے زائد اموات ہو چکی ہیں۔ ان میں غیر ملکی فوجی کم ہیں جو مرے بلکہ فوجی چاہے وہ افغانی بھی ہوں کم ہیں۔ شہریوں کی موتوں کی تعداد زیادہ ہے جو معصوم گھروں میں بیٹھے یا بازاروں میں پھرتے اپنے ہی لوگوں کی بربریت کا نشانہ بن رہے ہیں۔ شام میں، سیریا (Syria) میں تو خالصۃً مسلمان ہی ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں اور کہا جاتا ہے (یہ بڑا محتاط اندازہ ہے) کہ ستّر ہزار لوگ اب تک مارے جا چکے ہیں۔ اکثریت معصوم شہریوں کی ہے۔ مصر میں انقلاب لانے کے بہانے ہزاروں قتل کئے گئے، لیبیا میں ہزاروں لوگ مارے گئے اور ابھی تک مارے جا رہے ہیں۔ عراق میں 2003ء سے اب تک کہا جاتا ہے کہ چھ لاکھ سے زائد لوگ مارے گئے ہیں۔ جنگ بندی کے بعد بھی ابھی تک خودکش حملوں کے ذریعہ سے عراق میں مارے جا رہے ہیں۔ یا ویسے بھی آپس میں لڑائی سے مارے جا رہے ہیں۔ اب اخباروں میں یہ خبریں بھی آ رہی ہیں کہ مسلمان ممالک، باہر کی دوسری حکومتیں بھی طاغوتی اور شیطانی طاقتوں یا قوتوں کا آلۂ کار بن کر آپس میں یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ مثلاً دو دن پہلے شام کے حوالے سے یہ خبر آئی تھی کہ سعودی عرب یورپ کے ایک ملک سے اسلحہ لے کر شام میں جو مخالفین کا حکومت مخالف گروپ ہے، اُس کو سپلائی کر رہا ہے اور ان لوگوں میں شدت پسند لوگ بھی شامل ہیں۔ اگر ان کو حکومت مل گئی تو عوام مزید ظلم کی چکی میں پسیں گے۔ مصر میں بھی آجکل لوگ یہ نظارے دیکھ رہے ہیں۔ نہ صرف ملک کے عوام بلکہ علاقے کا امن بھی برباد ہوگا۔ اور یہی نہیں بلکہ پھر یہ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ (سورۃ الفتح: 30) کے نام پر دنیا کا امن بھی برباد کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر مسلمان ممالک کسی ملک میں ظلم ہوتا دیکھ رہے ہیں تو صحیح اسلامی طریق تو یہ ہے کہ اسلامی ممالک کی تنظیم بات چیت کے ذریعہ سے غیروں کو بیچ میں ڈالے بغیر امن اور عوام کے حقوق کی کوشش کرتی اور یہ کر سکتی تھی۔ اگر شام میں پہلے علوی سُنّیوں پر ظلم کر رہے تھے تو اب اُس کا الٹ ہو رہا ہے اور اس وجہ سے مسلمان ملکوں کے آپس میں دو بلاک بھی بن رہے ہیں جو خطے کے لئے خطرہ بن رہے ہیں۔ اب اگر عالمی جنگ ہوتی ہے تو اس کی ابتدا مشرقی ممالک سے ہی ہوگی جو گزشتہ جنگوں کی طرح یورپ سے نہیں ہوگی۔ پس مسلمان ملکوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے۔ کاش کہ یہ لوگ اور حکومتیں بھی اور علماء بھی اور سیاستدان بھی قرآنِ کریم کے اس حکم پر عمل کرنے والے ہوتے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوْا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (الحجرات: 11) کہ مومن تو بھائی بھائی ہوتے ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروایا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

یہ لوگ تقویٰ اختیار کرتے تاکہ آپس کے رحم کے جذبات کی وجہ سے رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے رحم سے بھی یہ حصہ لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں مسلمانوں کو رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کا حکم فرمایا ہے تو اس آیت کے آخر پر یہ بھی فرمایا ہے کہ اجرِ عظیم کا وعدہ اُن لوگوں سے ہے، اُن مومنوں سے ہے جو نیک اعمال بجا لاتے ہیں۔ قتل و غارت کی یہ کیفیت جو مَیں نے بیان کی یہ اُن ملکوں کی ہے جہاں بغاوت یا نام نہاد جنگ کی کیفیت ہے۔ نام نہاد میں نے اس لئے کہا کہ بعض بڑی طاقتیں، بڑے ممالک کی فوجوں نے بھی زبردستی اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے وہاں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں اور جنگ کا ماحول بنایا ہوا ہے کہ ہم علاقے کے امن کے لئے آئے ہیں۔ حالانکہ اگر مسلمان پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ پر عمل کرتے، اصلاح کی کوشش کرتے اور اگر کسی وجہ سے فتنہ یا جنگ کی کیفیت ہو ہی جاتی تو فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ پر عمل کرتے کہ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروایا کرو۔ تو غیروں کو آنے کی نہ ضرورت ہوتی، نہ جرأت ہوتی۔

بہر حال مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ ان جنگ اور فساد میں ملوث ملکوں کی حالت تو ظاہر ہی ہے لیکن جن ملکوں میں بظاہر امن نظر آتا ہے، وہاں بھی مسلمان مسلمان کی گردنیں کاٹ رہا ہے۔ بنگلہ دیش کو ہی دیکھ لیں۔ حکومت اگر کسی کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کر رہی ہے۔ قانونی طور پر کسی لیڈر کو سزا دی جاتی ہے تو اُس کے ہمدرد یا اُس سے تعلق رکھنے والے کھڑے ہو جاتے ہیں اور مار دھاڑ اور ظلم و تعدی شروع ہو جاتی ہے۔ جو معصوم ہیں ان کا بھی قتل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ تو یہ کونسا اسلام ہے؟ کونسی قرآنی تعلیم ہے جس پر یہ مسلمان عمل کر رہے ہیں۔ جائزے لیں تو یہی نظر آئے گا کہ اس وقت ظلم و بربریت مسلمان ملکوں میں سب سے زیادہ ہے۔ یا اسلام کے نام پر مسلمان اس میں ملوث ہیں۔

یہ مسلمانوں کی یا نام نہاد مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو حقیقی مسلمان کی نشانی یہ بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی وجہ سے اُس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے مضبوط ہوتا ہے اور پھر خاص طور پر مسلمان کے دوسرے مسلمان سے تعلق میں تو ایک خاص بھائی چارے کا بھی تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ یہ بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے کہ جتنی توجہ نیک اعمال کرنے کی طرف اسلام نے دلائی ہے۔ امن، پیار اور محبت کے راستوں کی طرف چلنے کی توجہ اسلام نے دلائی ہے اتنے ہی مسلمان زیادہ بگڑ رہے ہیں۔ اتنے ہی زیادہ ان لوگوں میں ظالم پیدا ہو رہے ہیں۔ عیسائی ملکوں میں دیکھیں تو مسلمانوں کو ہی فتنے کا موجب ٹھہرایا جاتا ہے۔ اُن ملکوں کی جیلوں میں بھی کہا یہ جاتا ہے کہ آبادی کے لحاظ سے اگر نسبت دیکھیں تو مسلمان قیدی زیادہ ہیں۔ تو یہ مسلمانوں کی بگڑی ہوئی حالت ہی تھی جس کو سنوارنے کے لئے مسیح موعود نے آنا تھا اور آیا لیکن یہ کہتے ہیں کہ نہ ہمیں کسی مصلح کی ضرورت ہے اور نہ کسی مسیح کی ضرورت ہے۔ ہمارے لئے جو ہماری تعلیم ہے، یہی کافی ہے۔ اگر تعلیم کافی ہے تو علماء نے اپنے ذاتی اَناؤں اور مقاصد کے لئے یہ جو مختلف قسم کے گروہ بنائے ہوئے ہیں یہ کس لئے ہیں؟ ان کو صحیح اسلامی تعلیم پر کیوں نہیں چلاتے۔ کیوں اتنی زیادہ گروہ بندیاں ہیں اور ایک دوسرے کو پھاڑ ڈالنے پر تلے ہوئے ہیں۔ کیوں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ادراک نہ خود حاصل کرتے ہیں نہ اپنے پیچھے چلنے والوں کو کرواتے ہیں کہ وَیَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ۔

پس ان کو نہ اپنے رب کا خوف ہے، نہ آخری دن کے حساب کتاب کا۔ اور معصوم اور دین سے بے بہرہ عوام کو یہ لیڈر بھی اور یہ فتوے دینے والے بھی اپنی من گھڑت تعلیم اور تفسیر سے دھوکہ دیتے چلے جا رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم پیغام کو جو رہتی دنیا تک جاری رہنے والا ہے کیونکہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اس پیغام کو آگے پہنچاتے رہنا۔ یہ پیغام اُمّت کو دیا تھا کہ بھول نہ جانا، اس کو یہ علماء کہلانے والے لوگ بھول جاتے ہیں بلکہ نہیں، بھولتے نہیں۔ یہ کہنا چاہئے کہ اپنے مفادات کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو پسِ پشت ڈال کر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو کوئی اہمیت نہ دے کر یقیناً یہ توہینِ رسالت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر بڑا واضح فرمایا تھا کہ آج کے دن تمہارے خون، مال، تمہاری آبروئیں تم پر حرام اور قابلِ احترام ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارے اس شہر میں، تمہارے اس مہینہ میں واجب الاحترام ہے۔ اے لوگو! عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے، وہ تم سے پوچھے گا کہ تم نے کیسے عمل کئے۔ دیکھو میرے بعد دوبارہ کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگ جاؤ۔ اور آگاہ رہو تم میں سے جو یہاں موجود ہے اُن لوگوں کو پیغام پہنچا دے جو کہ موجود نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس کو پیغام پہنچایا جائے وہ سننے والے سے زیادہ سمجھ دار ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ تین بار دہرائے۔ حضرت ابوبکرؓ سے یہ روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ! گواہ رہنا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب حجۃالوداع حدیث نمبر 4406)

(سنن ابن ماجہ کتاب المناسک باب الخطبۃ یوم النحر حدیث نمبر 3055)

اب یہ پیغام ہے جو ان کو مل رہا ہے اور یہ عمل ہیں جو ہمیں نظر آ رہے ہیں۔

پس اس واضح ارشاد کے بعد نام نہاد علماء کے پاس کیا رہ جاتا ہے کہ ظلم و تعدی کے بازار گرم کریں اور آپس میں دین کے نام پر ایک دوسرے کی گردنیں کاٹیں۔ کیا اس ارشاد پر عمل نہ کر کے بلکہ پامال کر کے خود یہ لوگ توہینِ رسالت کے مرتکب نہیں ہو رہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(بخاری کتاب الایمان۔ باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ)

کیا آجکل کے علماء اپنے آپ کو مسلمان ہونے کی اس تعریف کا حقدار ٹھہرا سکتے ہیں؟ احمدیوں کو تو انہوں نے قانونی اغراض کے لئے اسلام سے باہر نکال دیا جس میں تمام فرقے اکٹھے ہو گئے۔ ہمیں تو بہر حال اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ خدا تعالیٰ ہمیں مسلمان کہتا ہے۔ ہم کلمہ پڑھتے ہیں اور دل سے خدّامِ ختم المرسلین ہیں۔ لیکن جو احمدیوں کے علاوہ دوسرے فرقے ہیں اُن پر بھی اب دیکھیں کس قدر ظلم ہو رہے

STUDY IN GERMANY

Quick Package: With or without German Language, courses for Intermediate students (Pre-Eng, Pre-Medical, General Science, etc)

Bachelor & Master (B.Sc./B.C.S/B.Eng./B.Com, BBA, etc)

Best offer for **Pharmacy & Medical** field students

Consultancy/Admission/Embassy documentation/Interview Preparation

Please contact your ErfolgTeam Consultants in Germany

Office Tel: +49 6150 8309820, Mob: +49 176 56433243, +49 1577 5635313

www.erfolgteam.com ,Email: info@erfolgteam.com Skype Id: erfolgteam

ہیں۔ کیوں کوئٹہ پاکستان میں دو مختلف موقعوں پر جو درجنوں معصوموں، بچوں اور عورتوں کو قتل کر دیا گیا؟ آخر کس جرم میں؟ اس لئے کہ وہ ایسے فرقے سے تعلق رکھتے ہیں جو اُنہیں پسند نہیں۔ اُن کی تعداد اتنی اکثریت میں نہیں۔ پس جو قانون انہوں نے احمدیوں کے خلاف اپنے ظلم کے ہاتھ لمبے کرنے کے لئے بنایا تھا اور اس میں سارے شامل ہو گئے تھے اب وہی اُن میں سے شیعوں کے اوپر بھی اُلٹ رہا ہے۔ اب وہ اس کے ٹارگٹ بن رہے ہیں۔ اور پھر یہ ظلم آپس میں ہر فرقے میں دوبارہ ایک دوسرے پر بھی ہوگا۔ ہر فرقہ دوسرے فرقے پر کرے گا۔ دوبارہ اس لئے میں نے کہا ہے کہ اس سے پہلے بھی کچھ ہوتا رہا ہے، اس میں یہ صرف احمدیوں کے مقابلے میں اکٹھے ہو گئے تھے۔ لیکن جب ایک منہ کو نشے کا ایک مزہ لگ جاتا ہے تو پھر اُس کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ یہ اب ان کے منہ کے مزے ہی لگے ہوئے ہیں۔ منہ کو خون جو لگا ہوا ہے تو اب یہ ایک دوسرے کا خون بھی کریں گے اور یہی کچھ یہاں ہو بھی رہا ہے۔

احمدی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقام کو سمجھتے ہیں، ہم تو اس حدیث کو صرف مسلمانوں تک محدود نہیں رکھتے بلکہ ہمارے نزدیک تو اس کی وسعت دنیا کے ہر امن پسند انسان تک ہے۔ عموماً یہی کہا جاتا ہے کہ مسلمان مسلمان سے محفوظ ہے لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی وسعت کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ صرف مسلمان تک محدود نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے ہر سلامتی پسند اور امن پسند شخص محفوظ رہتا ہے۔ پس یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا حقیقی ادراک جو تقویٰ سے ملتا ہے۔ اُن علماء کے پاس تو یہ تقویٰ ہے نہیں۔ وہ تو اپنی اَناؤں اور مفادات کے مارے ہوئے ہیں۔ نتیجۃً اس فہم و ادراک سے بھی محروم ہیں۔ پس جب تک ان کے ذاتی مفادات ختم نہیں ہوتے، جب تک ان میں قربانی کا مادہ پیدا نہیں ہوتا اور قربانی کا مادہ پیدا ہوتا ہے رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کی روح کو سامنے رکھ کر اور اس پر عمل کرتے ہوئے، اُس وقت تک چاہے کوئی جتنا بھی بڑا جبّہ پوش ہو وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں حقیقی مومن نہیں ہے۔ اور جو حقیقی مومن نہیں ہے اُس نے دوسروں کی رہنمائی کیا کرنی ہے۔

گزشتہ دنوں پاکستان میں ایک مولوی صاحب نے بیان دیا کہ احمدی ناسور ہیں۔ پتہ نہیں کہاں کے ناسور بیان کرنا چاہتا تھا، ملک کے یا کہاں کے؟۔ بہرحال احمدی تو ناسور نہیں ہیں۔ احمدی تو اللہ تعالیٰ کی حقیقی تعلیم سے دنیا کو روشناس کروا کر شِفَآءٌ لِلنَّاس کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ احمدی وہ ہیں جن کی باتیں سن کر غیر مسلم بھی کہتے ہیں، اسلام کے خلاف لکھنے اور بولنے والے بھی کہتے ہیں کہ تمہارے اسلام اور دوسرے اسلام یا دوسرے علماء کے اسلام میں فرق ہے۔ یہ کیوں ہے؟ تب ہمیں بتانا پڑتا ہے کہ ہمارا اسلام وہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام تھا۔ ہمارا اسلام وہ ہے جو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہے۔ اس کے مقابلے میں مولویوں کا جو اسلام ہے وہ ان کا خود ساختہ اسلام ہے اور مذہب کے نام پر ذاتی مفادات کا آئینہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلم اُمّہ کی آنکھیں بھی کھولے، اُن کے سینے بھی کھولے اور اُنہیں حقیقی اسلام سے روشناس کروائے جو آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور عاشقِ صادق کے ذریعہ سے دنیا میں پھیل رہا ہے۔

بہرحال ان باتوں کے علاوہ جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا کہ ہم اپنے بارے میں بھی سو فیصد ضمانت نہیں دے سکتے کہ ہم ہر طرح، ہر سطح پر یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ پر عمل کرنے والے ہیں یا اس کی مثال کہلانے والے ہیں۔ اگر ہر کوئی اپنے جائزے لے تو اس کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور یہ صورت نظر آئے گی کہ ہمیں بھی کسی خوش فہمی میں نہیں پڑنا چاہئے۔ بڑے پیمانے پر نہ سہی، چھوٹے پیمانے پر ہی، اپنے ماحول میں ہی ہمیں اپنی یہ حالت نظر نہیں آتی اور جب چھوٹے پیمانے پر اس قسم کی حرکتیں شروع ہو جائیں تو پھر یہی بڑے بگاڑ بن جایا کرتی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اُس کی رحمت کے اپنے لئے تو خواہاں ہوتے ہیں لیکن دوسروں پر رحم کرنا اور معاف کرنا نہیں جانتے۔ اگر ہم رحم کے جذبے سے دوسروں کا خیال رکھنے والے ہوں تو جماعت کے بہت سے تربیتی مسائل اور قضائی مسائل بھی خود بخود حل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَاللّٰہُ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (النور:23) کہ پس چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ:

''لوگوں کے گناہ بخشو اور اُن کی زیادتیوں اور قصوروں کو معاف کرو۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا بھی تمہیں معاف کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور وہ تو غفور و رحیم ہے''۔ (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 387)

پس اللہ تعالیٰ کی بخشش کا کون ہے جو خواہشمند نہ ہو۔ ہر وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین رکھتا ہے جس کو اس دنیا میں بھی خدا تعالیٰ کے رحم اور فضل کی ضرورت ہے اور اگلے جہان میں بھی، وہ تو اللہ تعالیٰ سے اپنے قصوروں کے معاف کرانے کا ہر وقت حریص ہوتا ہے۔ اگر یہ ٹھیک بات ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم یہ چاہتے ہو تو پھر تم بھی میری اس صفت کو اپناؤ اور میرے بندوں کے ساتھ اپنے تعلقات میں رحم کے جذبات کو زیادہ سے زیادہ ابھارو۔

اس ضمن میں مزید کچھ بیان کئے بغیر چند احادیث میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ کیونکہ آسان حدیثیں ہی ہیں اور اس مضمون کو مزید اجاگر کرتی ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص رزق کی فراخی چاہتا ہے یا خواہش رکھتا ہے کہ اُس کی عمر اور ذکرِ خیر زیادہ ہو، اُسے صلہ رحمی کا خُلق اختیار کرنا چاہئے۔ (صحیح مسلم کتاب البر و الصلة و الآداب باب صلة الرحم و تحريم قطيعتها حدیث نمبر 6523) یعنی اپنے رشتہ داروں سے اچھے تعلق رکھنے چاہئیں۔ اپنے قریبیوں سے اچھے تعلق رکھنے چاہئیں۔ اُن کے قصور معاف کرنے چاہئیں۔

حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس شخص کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں جو چھوٹے پر رحم نہیں کرتا، بڑوں کا شرف نہیں پہچانتا۔ یعنی اُس کی عزت نہیں کرتا۔ (سنن الترمذی کتاب البر و الصلة باب ما جاء فی رحمة الصبيان حدیث نمبر 1920)

اب یہ حدیثیں بچپن میں بھی لوگ پڑھتے ہیں، یہاں بھی کلاسوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ کئی جگہ یہ ذکر ہوتا ہے۔ ہم سنتے ہیں لیکن سننے کے بعد مسجد سے باہر نکل کے یا جلسہ گاہ سے باہر نکل کر بھول جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص پسند ہے جو اُس کے عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ اور اُن کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ (الجامع لشعب الایمان للبيهقی جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 523 کتاب التاسع والأربعون من شعب الایمان و هو باب فی طاعة أولی الأمر بفصولها حدیث نمبر 7048 مکتبة الرشد 2004ء)

ضروریات کا خیال اُسی صورت میں رکھا جا سکتا ہے جب ایک دوسرے کے لئے قربانی کی روح ہو، رحم کا جذبہ ہو، درد ہو، پیار ہو، محبت ہو۔

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحمان خدا رحم کرے گا۔ اہلِ زمین پر رحم کرو تو آسمان پر اللہ تم پر رحم کرے گا۔ (سنن الترمذی کتاب البر و الصلة باب ما جاء فی رحمة المسلمین حدیث نمبر 1924)

پھر اسی طرح حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں جس میں ہوں اللہ تعالیٰ اُسے اپنی حفاظت اور رحمت میں رکھے گا اور اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ پہلی یہ کہ وہ کمزوروں پر رحم کرے۔ دوسری یہ کہ وہ ماں باپ سے محبت کرے۔ تیسری یہ کہ خادموں اور نوکروں سے اچھا سلوک کرے۔ (سنن الترمذی کتاب القیامة و الرقائق باب 113/48 حدیث نمبر 2494)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے۔ نرمی کو پسند کرتا ہے۔ نرمی کا جتنا اجر دیتا ہے اُتنا سختی گیری کا نہیں دیتا بلکہ کسی اور نیکی کا بھی اتنا اجر نہیں دیتا۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلة والآداب باب فضل الرفق حدیث نمبر 6601) یعنی نرمی سے جو مسائل حل ہو جاتے ہیں اُن کو نرمی سے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہی روایت فرمائی ہے کہ کسی چیز میں جتنا بھی رفق اور نرمی ہوتا ہے اتنا ہی یہ اُس کے لئے زینت کا موجب بن جاتا ہے۔ اُس میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے اور جس سے رفق اور نرمی چھین لی جائے وہ اتنی ہی بدنما ہو جاتی ہے۔ سختی جو ہے وہ (عمل کو بھی) بدنما کر دیتی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلة والآداب باب فضل الرفق حدیث نمبر 6602) اور لوگ پھر اُس سے دور بھاگتے ہیں۔ یعنی رفق اور نرمی میں حُسن ہی حُسن ہے۔

پھر حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو بتاؤں کہ آگ کس پر حرام ہے؟ وہ حرام ہے ہر اُس شخص پر جو لوگوں کے قریب رہتا ہے۔ (سنن الترمذی کتاب القیامة والرقائق باب نمبر 110/45 حدیث نمبر 2488) یعنی لوگوں سے نفرت نہیں کرتا۔ اُن سے نرم سلوک کرتا ہے۔ اُن کے لئے آسانی مہیا کرتا ہے اور سہولت پسند ہے۔

یہاں اس ضمن میں عہدیداروں کو خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ نیک جذبات اور رحم کا جذبہ ہر عہدیدار میں، خاص طور پر جماعتی عہدیدار میں ہونا چاہئے۔ ویسے تو یہ ہر احمدی کا خاصہ ہونا چاہئے لیکن

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

عہدیدار جو جماعتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اُن کو خاص طور پر کسی سائل کو یا کسی شخص کو جو دفتر میں بار بار بھی آتا ہے، رابطہ کرتا ہے، اُس سے تنگ نہیں آنا چاہئے اور کھلے دل سے ہمیشہ استقبال کرنا چاہئے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت کے کسی بھی کارکن کو کسی بھی صورت میں جو اعلیٰ اخلاق ہیں اُن سے دُور نہیں ہٹنا چاہئے یا کہیں ایسی صورت پیدا نہیں ہونی چاہئے جہاں ہلکا سا بھی شائبہ ہو کہ اعلیٰ اخلاق کا اظہار نہیں ہوا۔ بلکہ کوشش ہو کہ جتنی زیادہ سہولت میسر ہو سکتی ہے، زیادہ سے زیادہ نرمی سے جتنی بات ہو سکتی ہے، وہ کرنے کی کوشش کریں۔

پھر حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی اور جو شخص دوسرے کے قصور معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے اور عزت دیتا ہے۔ (مسند الامام احمد بن حنبل جلد3 صفحہ 23 مسند ابی ھریرۃ حدیث نمبر 7205 عالم الکتب بیروت 1998ء) اور کسی کے قصور معاف کر دینے سے کوئی بے عزتی نہیں ہوتی۔ اللہ کرے کہ یہ معیار ہماری جماعت کے ہر فرد میں قائم ہو جائے۔

پھر حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو۔ حسد نہ کرو۔ بے رُخی اور بے تعلقی اختیار نہ کرو۔ باہمی تعلقات نہ توڑو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے اور اُس سے قطع تعلق رکھے۔ (صحیح البخاری کتاب الادب باب الھجرۃ حدیث نمبر 6076)

حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لئے بڑھ چڑھ کر بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے پیٹھ نہ موڑو۔ یعنی بے تعلقی کا رویہ اختیار نہ کرو۔ ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا۔ اُس کی تحقیر نہیں کرتا۔ اُس کو شرمندہ یا رُسوا نہیں کرتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ تقویٰ یہاں ہے۔ اور یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ دہرائے۔ پھر فرمایا۔ انسان کی بدبختی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔ ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت اور آبرو دوسرے مسلمان پر حرام اور اُس کے لئے واجب الاحترام ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب تحریم ظلم المسلم و خذلہ و احتقارہ و دمہ وعرضہ ومالہ حدیث نمبر 6541)

اللہ کرے کہ یہ تقویٰ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے بڑھ کر تھا، وہ ہم میں سے ہر ایک کے دل، آپ کے اُسوہ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ آج جبکہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں۔ مَیں اُنہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں۔ (صحیح مسلم کتاب البر و الصلۃ والآداب باب فی فضل الحب فی اللہ تعالیٰ حدیث نمبر 6548)

اللہ کرے کہ ہم آپس کے تعلقات میں محبت و مودّت کے جذبات اور ایک دوسرے کے لئے رحم کو بڑھانے والے ہوں۔ وہ جماعت بن جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں جس طرح اُن کی خواہش تھی آپ ہمیں بنانا چاہتے تھے۔ دنیا کے امن کی بھی جماعت احمدیہ ضمانت بن جائے۔ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو مان کر آپس کے پیار و محبت اور مودّت کی اہمیت کو سمجھنے والے بن جائیں۔ مسلمان لیڈر جو آجکل اپنے ہم وطنوں پر ظلم روا رکھے ہوئے ہیں، اس کو بند کر کے انصاف اور رحم کے ساتھ اپنی رعایا سے سلوک کرنے والے ہوں۔ عوام بھی مفاد پرستوں کے ہاتھوں میں کھیلنے کی بجائے، اُن کا آلۂ کار بننے کی بجائے عقل سے کام لیں اور خدا تعالیٰ کے صحیح حکموں کو تلاش کریں اور اُن پر چلنے کی کوشش کریں۔ مسلمان ممالک پر جو خوفناک اور شدت پسند گروہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے، اپنے مفادات کو ہر صورت میں ترجیح دینے والوں نے جو قبضہ کیا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ جلد اس سے بھی مسلمان ملکوں کو خصوصاً اور دنیا کو عموماً نجات دلائے تا کہ ہم اسلام کی خوبصورت تعلیم کو زیادہ بہتر رنگ میں اور زیادہ تیزی سے دنیا میں پھیلا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آج جمعہ کے بعد بھی مَیں ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ یہ جنازہ غائب مکرمہ ناصرہ سلیمہ رضا صاحبہ کا ہے جو زائن امریکہ کی افریقن امریکن احمدی تھیں۔ 18رفروری 2013ء کو ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 1927ء میں سینٹ لوئس، امریکہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ ان کے والد بپٹسٹ (Baptist) پادری تھے مگر خود انہوں نے عیسائیت میں دلچسپی نہیں رکھی۔ البتہ یوگا اور بدھ ازم میں دلچسپی رکھتی تھیں لیکن بطور مذہب کے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ ان کو 1949ء میں ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر مرحوم کے ذریعہ احمدیت کے قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ 1951ء میں ان کی شادی محترم ناصر علی رضا صاحب مرحوم کے ساتھ ہوئی جو کئی سال جماعت کنوشا وو کیگن کے صدر جماعت رہے۔ 1955ء میں ان کی فیملی ملوا کی منتقل ہو گئی جہاں سیکرٹری تعلیم کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران اپنی فیملی کے علاوہ یہ تین دیگر فیملیز کی تعلیم و تربیت کا بھی انتظام کرتی رہیں۔ 1975ء میں آپ ریجنل صدر لجنہ مقرر ہوئیں۔ 81ء سے 85ء تک دوبارہ ریجنل صدر مقرر ہوئیں۔ لجنہ اماء اللہ کی پانچ مجالس کی نگرانی کرتی رہیں اور بطور لوکل صدر بھی کام کرتی رہیں۔ 85ء سے 95ء تک مختلف عہدوں پر مقامی لجنہ اماء اللہ کی خدمات سرانجام دیتی رہیں۔ 95ء میں دوبارہ صدر لجنہ وو کیگن مقرر ہوئیں۔ تبلیغ کا ان کو بہت شوق تھا۔ چنانچہ پمفلٹس اور فلائرز اور نیوز لیٹر چھاپ کر تقسیم کرتی تھیں۔ بسوں میں سفر کے دوران جماعتی لٹریچر رکھتی تھیں۔ اسے تقسیم کرتی تھیں۔ لائبریریوں اور سکولوں میں اسلامی کتب اور قرآنِ کریم کے نسخے رکھوائے۔ ریڈیو اور ٹی وی پر متعدد انٹرویو دیئے۔ ان کے ذریعہ سے پچاس سے زائد افراد کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت ملی۔ بہت ہنس مکھ طبیعت کی مالک تھیں۔ بہت ذہین اور پڑھی لکھی بھی تھیں۔ آپ کی ان خوبیوں کی وجہ سے بڑی کثرت سے عورتیں ان سے ملنے آیا کرتی تھیں۔ آپ کے دل میں اسلام کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اچھی استاد مانی جاتی تھیں۔ وہاں بھی احمدی خواتین ان کو ماں کی طرح سمجھتی تھیں۔ بڑے پیار سے لوگوں کو سمجھاتیں اور غلطیاں درست کیا کرتی تھیں۔ بچیوں کو ہمیشہ پردے کی تعلیم دیتی رہیں اور اس طرح اسلامی اخلاق سکھلاتیں۔ نیز بتاتیں کہ مغربی معاشرے کی بدرسوم کا کیسے مقابلہ کرنا ہے۔ وہیں پلی بڑھی تھیں ان کو سب کچھ پتہ تھا۔ آجکل ذرا سا مغرب کا اثر ہو جاتا ہے تو ہمارے بچے بلکہ بڑے بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔ اپنی والدہ کو کئی سال مسلسل تبلیغ کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ پچاسی سال کی عمر میں ان کی والدہ احمدی ہو گئیں جس پر آپ بڑی خوش ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ کو لمبی عمر دی۔ 98 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی تھی لیکن آخر تک بڑی ایکٹو (Active) رہی ہیں اور نمازِ جمعہ بھی ادا کر لیا کرتی تھیں۔

یہ خود بھی بڑی عمر کے باوجود بڑی مستعدی سے جماعتی کاموں میں حصہ لیتی تھیں۔ خلافت اور نظامِ جماعت سے ان کا بہت محبت کا تعلق تھا۔ گزشتہ سال ان کی میرے سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے نو بچے اور بائیس پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کو نیکیوں پر قائم رکھے، ان کی دعاؤں کا وارث بنائے۔

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ 18

صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تھیں۔ یوں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے۔ آپؓ کے اخلاق کا ایک خوبصورت نقشہ آپ کی اہلیہ اُمّ ابان نے کھینچا ہے۔ انہیں بہت رشتے آئے تھے مگر انہوں نے حضرت طلحہؓ کی کئی شادیوں کے باوجود ان کے ساتھ نکاح کو ترجیح دی۔ ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ اس کی وجہ حضرت طلحہؓ کے اخلاق فاضلہ ہیں۔ وہ فرماتی تھیں کہ میں طلحہؓ کے ان اوصاف کریمانہ سے واقف تھی کہ وہ ہنستے مسکراتے گھر واپس آتے ہیں اور خوش و خرّم باہر جاتے ہیں۔ کچھ طلب کرو تو بخل نہیں کرتے اور خاموش رہو تو مانگنے کا انتظار نہیں کرتے۔ نیکی کرو تو شکرگزار ہوتے ہیں اور غلطی ہو جائے تو معاف کر دیتے ہیں۔

حضرت طلحہؓ کی کئی بیویوں سے اولاد تھی۔ حضرت حمنہ بنت جحش سے ایک بیٹا محمد نامی بہت عبادت گزار تھا اور سجّاد لقب سے مشہور تھا۔ ایک بیٹا یعقوب بہت زبردست شہ سوار تھا جو واقعہ حرّہ میں شہید ہو گیا۔ حضرت اُمّ کلثومؓ بنت ابوبکرؓ سے دو بیٹے اور ایک بیٹی عائشہ تھی۔ آپؓ کی ایک بیٹی اُمّ اسحاق سے حضرت امام حسنؓ نے شادی کی جس سے طلحہ نامی بیٹا ہوا۔ حضرت حسنؓ کی وفات کے بعد حضرت امام حسینؓ نے ان سے شادی کی اور ایک بیٹی فاطمہ ان سے ہوئیں۔

حضرت طلحہؓ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی شہادت کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا ''جو کوئی زمین پر چلتے پھرتے شہید کو دیکھنا چاہے وہ طلحہؓ کو دیکھ لے''۔

شہادت عثمانؓ کے بعد حضرت طلحہؓ بھی اُن اصحاب میں شامل تھے جو قتلِ عثمانؓ کا فوری انتقام لینے کے حق میں تھے۔ اسی جذباتی دور میں وہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ جنگ جمل میں بھی شامل ہو گئے۔ لیکن جب حضرت علیؓ نے انہیں بلا کر ان کے فضائل کا ذکر کیا تو حضرت طلحہؓ بھی حضرت زبیرؓ کی طرح مقابلہ سے دستبردار ہو گئے۔ لشکر سے جدا ہو کر پچھلی صفوں میں چلے گئے۔ اس دوران کوئی تیر ٹانگ میں لگا جس سے عرق النساء کٹ گئی اور اس قدر خون جاری ہوا کہ وفات ہو گئی۔ اس وقت آپؓ کی عمر 64 برس تھی۔

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

بقیہ: خطاب حضورانور ازصفحہ نمبر 2

لے لی تھی جو ایک قادرِ مطلق اور رحمان وجود کی عبادت تھی جس کا کوئی ہمسر اور کوئی مماثل نہیں۔

پھر لکھتا ہے کہ تبرکات اور کھدی ہوئی رنگدار تصویریں اُن لوگوں کی من چاہی معبود بن گئیں جنہیں یسوع نے اکیلے زندہ خدا کی عبادت کرنے کی تعلیم دی تھی۔ یہ وہ مناظر ہیں جو یسوع کے کلیسیا نے اسکندریہ میں، ایلیپو میں اور دمشق میں دکھائے۔ پھر لکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت سب نے اپنے مذہب کے اصولوں کو چھوڑ کر ثانوی اہمیت کے مسائل پر نہ ختم ہونے والی لڑائی شروع کر دی تھی اور عرب کے لوگ دیکھ سکتے تھے کہ ہر مذہب کی بنیادی بات جو کہ اُن کے صحائف میں ہے وہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ خدا کی خالص اور حقیقی عبادت ایک توہم کی طرح بے حقیقت سمجھی جانے لگی۔ بلاشبہ وہ عیسائی اپنے مشرک ہم عصروں سے کچھ بہتر نہ تھے"۔

(An Apology For Mohammed and The Koran by John Davenport Page: 2-4 Published by J. Davy and Sons London 1882)

یہ کتاب ہے: An apology for Muhammad and Qur'an. John Devon Port اور ایک دوسرا ہے اس کے ساتھ۔ 1882ء میں یہ کتاب چھپی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا حوالہ دیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں: "پس آنحضرتؐ کا ایسی عام گمراہی کے وقت میں مبعوث ہونا، جب خود حالت موجودہ زمانہ کی ایک بزرگ معالج اور مصلح کو چاہتی تھی اور ہدایت ربّانی کی کمال ضرورت تھی اور پھر ظہور فرما کر ایک عالم کو توحید اور اعمال صالحہ سے منور کرنا، اور شرک اور مخلوق پرستی کا جو اُمّ الشرور ہے، قلع قمع فرمانا اس بات پر صاف دلیل ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے سچے رسول اور سب رسولوں سے افضل تھے"۔

پھر آپ فرماتے ہیں: "سچا ہونا اُن کا تو اس بات سے ثابت ہے کہ اس عام ضلالت کے زمانے میں قانونِ قدرت ایک سچے ہادی کا متقاضی تھا اور سنّتِ الٰہیہ ایک رہبر صادق کی مقتضی تھی کیونکہ قانونِ قدیم حضرت ربّ العالمین کا یہی ہے کہ جب دنیا میں کسی نوع کی شدت اور صعوبت اپنے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو رحمت الٰہی اُس کے دُور کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ جیسے جب امساک باران سے غایت درجہ کا قحط پڑ کر خلقت کا کام تمام ہونے لگتا ہے تو آخر خداوند کریم بارش کر دیتا ہے اور جب وبا سے لاکھوں آدمی مرنے لگتے ہیں تو کوئی صورت اصلاح ہوا کی نکل آتی ہے یا کوئی دوا ہی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب کسی ظالم کے پنجہ میں کوئی قوم گرفتار ہوتی ہے تو آخر کوئی عادل اور فریاد رَس پیدا ہو جاتا ہے۔ پس ایسا ہی جب لوگ خدا کا راستہ بھول جاتے ہیں اور توحید اور حق پرستی کو چھوڑ دیتے ہیں تو خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے کسی بندہ کو بصیرت کامل عطا فرما کر اور اپنے کلام اور الہام سے مشرف کر کے بنی آدم کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے کہ تا جس قدر بگاڑ ہو گیا ہے اُس کی اصلاح کرے۔ اس میں اصل حقیقت یہ ہے کہ پرورد گار جو قیوم عالم کا ہے اور بقا اور وجود عالم کا اُسی کے سہارے اور آسرے سے ہے، کسی اپنی فیضان رسانی کی صفت کو خلقت سے دریغ نہیں کرتا اور نہ بیکار اور معطل چھوڑتا ہے بلکہ ہر یک صفت اُس کی اپنے موقعہ پر فی الفور ظہور پذیر ہو جاتی ہے۔ پس جبکہ از رُوئے تجویز عقلی کے اس بات پر قطع واجب ہوا کہ ہر یک آفت کا غلبہ توڑنے کے لئے خدا تعالیٰ کی وہ صفت جو اُس کے مقابلہ پر پڑی ہے ظہور کرتی ہے اور یہ بات تواریخ سے اور خود مخالفین کے اقرار سے اور خاص فرقانِ مجید کے بیان واضح سے ثابت ہو چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت میں یہ آفت غالب ہو رہی تھی کہ دنیا کی تمام قوموں نے سیدھا راستہ توحید اور اخلاص اور حق پرستی کا چھوڑ دیا تھا۔ اور نیز یہ بات بھی ہر ایک کو معلوم ہے کہ اس فساد موجودہ کے اصلاح کرنے والے اور ایک عالَم کو ظلماتِ شرک اور مخلوق پرستی سے نکال کر توحید پر قائم کرنے والے صرف آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی ہیں، کوئی دوسرا نہیں۔ تو ان سب مقدمات سے نتیجہ یہ نکلا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کی طرف سے سچے ہادی ہیں۔ چنانچہ اس دلیل کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں آپ ارشاد فرمایا ہے اور وہ یہ ہے تَاللّٰہِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَزَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَھُمْ فَھُوَ وَلِیُّھُمُ الْیَوْمَ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِیْ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ ۔ وَھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۔ وَاللّٰہُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا ۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ (النحل:64 تا66) "

فرماتے ہیں: "یعنی ہم کو اپنی ذات الوہیت کی قسم ہے جو مبدأ فیضان ہدایت اور پرورش اور جامع تمام صفات کاملہ ہے، جو ہم نے تجھ سے پہلے دنیا کے کئی فرقوں اور قوموں میں پیغمبر بھیجے۔ پس وہ لوگ شیطان کے دھوکا دینے سے بگڑ گئے۔ سو وہی شیطان آج ان سب کا رفیق ہے۔ اور یہ کتاب اس لئے نازل کی گئی کہ تا اُن لوگوں کا رفع اختلافات کیا جائے اور جو امر حق ہے وہ کھول کر سنایا جائے۔ اور حقیقت حال یہ ہے کہ زمین ساری کی ساری مر گئی تھی۔ خدا نے آسمان سے پانی اتارا اور نئے سرے اس مردہ زمین کو زندہ کیا۔ یہ ایک نشانِ صداقت اس کتاب کا ہے۔ پَر اُن لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں یعنی طالب حق ہیں"۔

(براہین احمدیہ۔ چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد1 صفحہ 115۔ حاشیہ نمبر10)

پھر فرماتے ہیں: "اب غور سے دیکھنا چاہئے کہ وہ تینوں مقدمات متذکرہ بالا کہ جن سے ابھی ہم نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سچے ہادی ہونے کا نتیجہ نکالا تھا، کس خوبی اور لطافت سے آیات ممدوحہ میں درج ہیں۔ اول گمراہوں کے دلوں کو جو صدہا سال کی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے، زمین خشک اور مردہ سے تشبیہ دے کر اور کلام الٰہی کو مینہ کا پانی جو آسمان کی طرف سے آتا ہے ٹھہرا کر اس قانونِ قدیم کی طرف اشارہ فرمایا جو امساکِ باران کی شدت کے وقت میں ہمیشہ رحمت الٰہی بنی آدم کو برباد ہونے سے بچا لیتی ہے۔ اور یہ بات جتلا دی کہ یہ قانون قدرت صرف جسمانی پانی میں محدود نہیں بلکہ روحانی پانی بھی شدت اور صعوبت کے وقت میں جو پھیل جانا عام گمراہی کا ہے ضرور نازل ہوتا ہے۔ اور اس جگہ بھی رحمت الٰہی آفت قلوب کا غلبہ توڑنے کے لئے ظہور کرتی ہے۔ اور پھر انہیں آیات میں دوسری بات بھی بتلا دی کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ظہور سے پہلے تمام زمین گمراہ ہو چکی تھی۔ اور اسی طرح اخیر پر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ ان روحانی مُردوں کو اس کلام پاک نے زندہ کیا اور آخر یہ بات کہہ کر کہ اس میں اس کتاب کی صداقت کا نشان ہے، طالبین حق کو اس نتیجہ کی طرف توجہ دلائی کہ فرقان مجید خدا کی کتاب ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد1 صفحہ 113 تا 116 حاشیہ نمبر10)

پس جہاں اس حوالے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے حالات اور آپ کی آمد کی ضرورت اور قرآنِ کریم کی سچائی کا پتہ چلتا ہے، وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقام بیان فرمایا ہے، اُس کی خوبصورتی بھی نکھر کر سامنے آتی ہے۔ اور اس میں جواب ہے اُن نام نہاد علماء اور دین کے ٹھیکیداروں کا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو گرا دیا اور آپ کے خاتم النبیین ہونے پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ نعوذ باللہ۔

پس عامۃ المسلمین اپنے نام نہاد علماء کے پیچھے چل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق پر اعتراض کرنے کی بجائے، مخالفت میں اور ظلموں میں بڑھنے کی بجائے ظلموں کی تمام حدود کو پھلانگنے کی بجائے، غور کریں، سوچیں اور دعا کریں، ورنہ خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر یہ عذر کام نہیں آئے گا کہ فلاں نے ہمیں بھڑکایا تھا اور فلاں نے ہمیں یہ تعلیم دی تھی بلکہ ہر ایک نے اپنے کئے کا نتیجہ بھگتنا ہے۔ پس لوگوں کے لئے بھی غور کرنے کا مقام ہے جو آجکل احمدیت کی مخالفت میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ یہی قرآنِ کریم ہمیں بتاتا ہے۔ اگر ہماری باتوں پر اعتبار نہیں ہے تو قرآنِ کریم کو ہی کھول کر غور سے پڑھ لو۔ ختم نبوت کے نام پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت کچھ کہا جا رہا ہے۔ ابھی 7 ستمبر آیا تھا تو وہاں بھی ختم نبوت کے نام پر چاہئے تو یہ تھا کہ عشقِ رسول کی باتیں ہوتیں۔ لیکن وہاں سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف دریدہ دہنی کے، مغلظات بکنے کے، جماعت کو گالیاں دینے کے اور کچھ نہیں کہا گیا اور پھر عوام الناس کو بھڑکایا جا رہا ہے کہ ان کو قتل کرو، ان کا قتل واجب ہے۔ نعوذ باللہ۔

کیا یہ حرکتیں اس زمانے میں اُس بات کی طرف اشارہ نہیں کرتیں جس کا ڈیون پورٹ نے بھی ذکر کیا ہے۔ جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا زمانہ تھا۔ کیا یہ حرکتیں زمانے کے بگڑنے کی طرف اشارہ کرتی ہیں یا دنیا کے ہدایت یافتہ ہونے اور آسمانی پانی سے فیض پانے کی طرف؟ کیا یہ علماء ہیں جو دنیا کو ہدایت دیں گے؟ کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور جہالت میں ڈوبے ہوؤں نے آپ سے فیض پایا تو انسانیت کے اعلیٰ ترین معیاروں کو انہوں نے چھوا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کر کے باخدا انسان بنے، یا ظلمتوں کی گہرائیوں میں گرے اور خدا سے تعلق میں کمی ہوئی؟ یقیناً ایک انقلاب اُن میں پیدا ہوا جس سے وہ بااخلاق اور باخدا انسانوں کے زمرہ میں آئے اور بلکہ پھر خدا نما انسان بنے۔

پس آج عامۃ المسلمین کے لئے بھی غور کرنے کا مقام ہے کہ جن علماء کے پیچھے چل کر وہ یہ حرکتیں کر رہے ہیں، جن کے پیچھے وہ چل رہے ہیں۔ کیا ان علماء کی اپنی حالتوں پر انہوں نے غور کیا ہے؟ اُن کی اخلاقی اور روحانی حالت انہوں نے دیکھی ہے؟ کیا یہ لوگ اس قابل ہیں کہ اُنہیں بااخلاق بنا سکیں؟ کیا اس قابل ہیں، کیا اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ بااخلاق بنائیں کجا یہ کہ باخدا بنائیں یا خدا نما بنائیں؟ یہ تو خود اپنی نفسانی خواہشات میں گرفتار ہیں۔ یہ کیا دنیا کو خدا کی طرف لانے والے بنیں گے۔ یہ لوگ وہ ہیں جو کھڑے پانی کے تالابوں کی طرح ہیں جس میں سوائے گند کے اور کچھ نہیں۔ جن میں تازہ پانی نہ شامل ہونے کی وجہ سے تعفّن پیدا ہو جاتا ہے۔ جو آبِ شفا کی بجائے بیماریوں کے آماجگاہ ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثریت اُن لوگوں میں شامل ہے جو اسی قابل ہیں، جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اُس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اُن کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اُٹھیں گے اور اُن میں ہی لوٹ جائیں گے۔

(الجامع لشعب الایمان للبیھقی جزء 3 صفحہ 317-318۔ باب الثامن عشر من شعب الایمان و ھو باب فی نشر العلم و ألا یمنعہ أھلہ. فصل قال و ینبغی لطالب العلم ......حدیث نمبر 1763 مکتبۃ الرشد ریاض طبع دوم 2004ء)

یعنی تمام خرابیوں کا یہ لوگ سرچشمہ ہیں۔ پس آجکل ان لوگوں کی یہی حالت ہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ فرمایا، جب آپ مبعوث ہوئے تب بھی ان نام نہاد علماء کی یہی حالت تھی اور آج بھی ان کی یہی حالت ہے۔ اب جو نقشہ ڈیون پورٹ نے اُس زمانے کے عیسائیوں کا کھینچا تھا، بعینہٖ وہی نقشہ آپ کو آجکل کے علماء میں نظر آتا ہے۔ بہت کم شاید شاذ ہی ہیں جو حق بات کہتے ہیں یا حق بات کہنا اور سننا چاہتے ہیں۔ سب کے اپنے مفادات ہیں اور وہ ان مفادات کے حصول کے لئے تمام حدوں کو پھلانگ رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا جو نقشہ ڈیون پورٹ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا کھینچا ہے، وہی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کا تھا اور ہے، آج بھی وہی قائم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس زمانے کی پیشگوئی فرمائی تھی اور جو حدیث کا ترجمہ میں نے بیان کیا، وہ بھی یہی زمانہ تھا۔ حرف بہ حرف ہر چیز ان پر پوری ہو رہی ہے۔ یہ بات صرف ہم احمدی نہیں کہتے، کسی غرض اور مطلب کے لئے نہیں کہتے، صرف اپنی تبلیغ کے لئے نہیں کہتے یا صرف الزام تراشی نہیں کر رہے بلکہ ہر انصاف پسند مسلمان یہی کہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی کہتا تھا اور آج بھی یہی کہتا ہے۔ اس کے بھی چند نمونے مَیں پیش کر دیتا ہوں جو ان کے اپنے علماء کے ہیں جنہوں نے اس زمانے میں بہرحال حق بات کہی۔

نواب نور الحسن خان صاحب اپنی کتاب اقتراب الساعۃ میں فرماتے ہیں کہ: "خلق کا یہ حال ہے کہ جو لوگ اچھے کام رات دن کرتے ہیں، جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ یا جو مال اپنے اوپر یا اپنے گھر بار پر صَرف کرتے، اُٹھاتے ہیں، اس میں بھی تو ان کی نیت مطابق شرع کے نہیں ہوتی۔ یا تو دکھانا، سنانا، ناموری حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے، یا اسراف وتبذیر میں گرفتار ہوتے ہیں"۔

پھر کہتا ہے کہ "وہ دن گئے کہ لوگ دین کے پیچھے دنیا پر لات مارتے تھے۔ اب تو جو کام دین کے پردے میں بھی ہوتا ہے وہ بھی غالباً دنیا طلبی ہی کے لئے ہوتا ہے۔ پس اس جدال وقتال کو کس طرح جہاد دین سمجھا جاوے۔ غزوہ فی سبیل اللہ ٹھہرایا جاوے۔ عوام تو جب سے دنیا ہے تب ہی سے کالانعام ہو رہے ہیں۔ خواص میں چراغ لے کر، مشعل جلا کر ڈھونڈو گے تو ہزار میں ایک بھی بے ریاء وسمع نہ ملے گا۔ یہ بڑے بڑے فقیر، یہ بڑے بڑے مدرّس، یہ بڑے بڑے درویش جو ڈنکا دینداری، خدا پرستی کا بجا رہے ہیں، ردّ حق اور تائید باطل، تقلید مذہب، تقلید مشرب میں مخدوم عوام کالانعام ہیں۔ سچ پوچھو تو دراصل پیٹ کے بندے، نفس کے مرید، ابلیس کے شاگرد ہیں"۔

(اقتراب الساعۃ۔ از نواب نور الحسن صاحب۔ صفحہ 7-8۔ مطبع

مفید عام آگرہ۔1301ھ)

پھر لکھتے ہیں: ’’ان کی دوستی، دشمنی ان کے باہم کا ردّ وکدّ فقط اسی حسد کے لئے ہے۔ نہ خدا کے لئے، نہ امام کے لئے، نہ رسول کے لئے۔ علم میں مجتہد مجدد ہیں لیکن حق، باطل، حلال، حرام میں کچھ فرق نہیں کرتے۔ غیبت، سبّ و شتم، خدیعت و زُور، دغا اور فریب اور جھوٹ، کذب و فجور، افتراء کو گویا صالحات باقیات سمجھ کر رات دن بذریعہ بیان و زبان خلق میں اشاعت فرماتے ہیں۔ یہی زبان ذریعہ ان کی معاش کا ہے۔ تھوڑا بہت ڈر خدا کا اگر کسی کو ہے تو اُنہیں بیچارے غرباء، موحدین، متبعین سنّت کو ہے جن کو سب نے اپنے خیال خام میں ناکام سمجھ رکھا ہے‘‘۔

(اقتراب الساعة از نواب نور الحسن خان صاحب صفحہ 7-8 مطبع مفید عام آگرہ 1301ھ)

پس کیا یہ حالات وہی نہیں جو اُس وقت تھے جب پانی اترا اور جس زمانے کی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ پھر یہ وضاحت اس لئے نہیں فرمائی تھی کہ بس اب خشکی ہو جائے گی اور اسلام ختم ہو جائے گا نعوذ باللہ، بلکہ اس لئے وضاحت فرمائی تھی کہ اس زمانے میں پانی کی تلاش کرنا۔

پھر نواب صدیق حسن خانصاحب جنہیں مشہور اہلحدیث رہنما مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب مجدد بھی کہا کرتے تھے۔ یہ نواب صدیق صاحب نے خودنوشت سوانح ابقاء المنن بالقاء المحن میں لکھتے ہیں کہ: ’’میرے زمانہ آفت نشانہ میں علمائے آخرت روئے زمین سے بالکل مفقود ہو گئے ہیں۔ اب جو لوگ اپنے آپ کو اہل علم کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں یہ سب عشاق دنیا ہیں۔ اُن کا شغل تحصیل کتاب کے بجائے استحصال مال و خطاب ہے۔ رات دن فنون جہالت میں مشغول رہتے ہیں۔ خواص نے عوام کا شیوہ اختیار کر لیا ہے اور عوام تو پہلے ہی کالانعام ہیں۔ منجیات و معروفات، نقش و نگار طاق نسیاں ہو گئے ہیں‘‘۔ (علم و عرفان تو بالکل ختم ہو چکی ہیں) ’’مہلکات و منکرات حسنات قرار پا گئے ہیں۔ قیامت کی چھوٹی علامتوں کا ایک مدت دراز سے ظہور ہو چکا ہے۔ اب چودھویں صدی کے آغاز میں ہر طرف سے قیامت کی بڑی علامتوں کا ظہور ہو رہا ہے۔ حدیث میں ہے کہ نیک لوگ ایک ایک کر کے چلے جائیں گے اور جَو کی بھوسی یا کھجور کے چھلکے کی طرح لوگ نکمّے اور ناکارہ ہو جائیں گے‘‘۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ ’’اُس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی‘‘۔

(اِبْقَاءُ الْمِنَنِ بِالْقَاءِ الْمِحَنِ خودنوشت سوانح حیات نواب محمد صدیق حسن خان صفحہ 287-286 ناشر دارالدعوۃ السّلفیہ شیش محل روڈ لاہور ایڈیشن اوّل دسمبر 1986ء)

پھر ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب ’’قادیانیت‘‘ میں لکھتے ہیں۔ کتاب لکھی تو ہمارے خلاف ہے لیکن ان سے حق بات بہرحال کہی گئی۔ لکھتے ہیں: ’’عالم اسلام مختلف دینی و اخلاقی بیماریوں اور کمزوریوں کا شکار تھا۔ اُس کے چہرے کا سب سے بڑا داغ وہ شرک جلی تھا جو اُس کے گوشہ گوشہ میں پایا جاتا تھا۔ قبریں اور تعزیے بے محابا بج رہے تھے۔ غیر اللہ کے نام کی صاف صاف دہائی دی جاتی تھی۔ بدعات کا گھر گھر چرچا تھا۔ خرافات اور توّہمات کا دور دورہ تھا۔ یہ صورتحال ایک ایسے دینی مصلح اور داعی کا تقاضا کر رہی تھی جو اسلامی معاشرے کے اندر جاہلیت کے اثرات کا مقابلہ اور مسلمانوں کے گھروں میں اُس کا تعاقب کرے۔ جو پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ توحید و سنت کی دعوت اور اپنی پوری قوت کے ساتھ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِص کا نعرہ بلند کرے‘‘۔

(قادیانیت مطالعہ و جائزہ از سید ابو الحسن علی ندوی صفحہ 181-180 مجلس نشریات اسلام کراچی)

لیکن سب کے باوجود جیسا کہ مَیں نے کہا ان کی بدقسمتی کہ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کے انکاری ہیں۔

پھر اُس زمانے کا نقشہ کھینچتے ہوئے سید ابوالحسن ندوی صاحب لکھتے ہیں کہ: ’’اُس وقت مسلمانوں کی اخلاقی حالت بعینہٖ وہ تھی جو قوموں کے انحطاط اور حکومتوں کے زوال و تداخل کے موقع پر ہوتی ہے۔ اُن کی معاشرت اس قدر خراب ہو گئی تھی کہ مؤرخ کا قلم بھی اس کی تصویر کھینچتے شرماتا ہے۔ فسق و معصیت ان کے آداب و تہذیب میں داخل ہو کر معاشرت کا جزو بن گئی تھی اور وہ اس پر اعلانیہ فخر کرتے تھے۔ شراب نوشی کی لت بھی پائی جاتی تھی۔ نشہ آور چیزوں، افیون، بھنگ، تاڑی وغیرہ کا استعمال بھی تھا جس سے اخلاق کے ساتھ قوائے عقلیہ اور صحت بھی خراب ہو رہی تھی۔ بازاری عورتیں دینی مجالس سے لے کر ہر مجلس کی زینت تھیں‘‘۔

(تاریخ دعوت و عزیمت از سید ابوالحسن علی ندوی حصہ ششم جلد اوّل صفحہ 70 مطبوعہ مجلس نشریات اسلام کراچی)

دینی مجالس میں بھی بازاری عورتیں آتی تھیں، یہ خود بیان فرماتے ہیں۔ پھر بھی کہتے ہیں پانی کی ضرورت نہیں تھی، یا ہم دنیا کی اصلاح کریں گے۔

پھر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ: ’’اس ملک کی اسلامی آبادی کا سوادِ اعظم اُن تمام مشرکانہ اور جاہلانہ رسوم و عقائد میں گرفتار رہا جو اسلام قبول کرنے سے پہلے اُن میں رائج تھے‘‘۔ کہتے ہیں کہ: ’’جو مسلمان باہر سے آئے تھے اُن کی حالت بھی ہندوستانی نومسلموں سے کچھ زیادہ بہتر نہ تھی۔ نفس پرستی اور عیش پسندی کا گہرا رنگ اُن پر چڑھ چکا تھا‘‘۔ کہتے ہیں کہ ’’خالص دینی جذبہ اُن میں سے بہت کم، بہت ہی کم لوگوں میں تھا‘‘۔

پھر کہتے ہیں کہ ’’گیارھویں صدی ہجری میں انحطاط اپنی آخری حدوں کو پہنچ چکا تھا۔ بارہویں صدی کے ابتدا میں وہ تمام کمزوریاں یکایک نمودار ہو گئیں جو اندر ہی اندر صدیوں سے پرورش پا رہی تھیں‘‘۔ پھر لکھتے ہیں کہ ’’قومی اور اجتماعی مفاد کا تصور اُن کے دماغوں سے نکل گیا۔ انفرادیت اور خودغرضی بری طرح اُن پر مسلط ہو گئی۔ اُن میں ہزار در ہزار خائن اور غدار پیدا ہوئے۔ اُن میں لاکھوں بندگانِ شکم پیدا ہوئے جن سے ہر دشمنِ اسلام تھوڑی سی رشوت یا حقیر سی تنخواہ دے کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بد سے بدتر خدمت لے سکتا تھا۔ اور ملّت کے نام پر جب کبھی ان سے اپیل کی گئی تو وہ پتھروں سے ٹکرا کر واپس آئی‘‘۔

(تحریک آزادی ہند اور مسلمان حصہ اول از سید ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ 41 تا 43 ناشر اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور ایڈیشن 2005ء)

پس یہ اپنے حالات خود بیان فرما رہے ہیں۔ پس ایسے وقت میں اور حالات میں کیا کسی آسمانی وجود کی ضرورت نہیں تھی جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے پورے ہونے کا ہر کوئی اعتراف کر رہا تھا۔ حدیث کے الفاظ کے ساتھ ان کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ جس بدترین مخلوق کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے کیا اس کے وجود کا یہ خود ہی اعتراف نہیں کر رہے تھے۔ جب یہ سب کچھ ہے، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا لفظ لفظ پورا ہو رہا ہے اور خود بھی یہ بعینہٖ اُنہی الفاظ میں پورا ہونے کا اعتراف بھی کر رہے ہیں جس کے چند نمونے مَیں نے پیش بھی کئے ہیں۔ اگر دیکھیں تو ان علماء اور فضلاء کی کتابیں اس سے بھی زیادہ خوفناک انداز میں اس صورتحال کی تصویر کشی کر رہی ہیں۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ جب امام نے دعویٰ کیا تو یہ اعتراف کرنے والوں نے خود ہی اُسے ردّ کر دیا۔ وہ پانی جو آسمان سے جب اترا تو اُس نے اعلان کیا کہ ؎

مَیں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 145)

تو اس پر کفر کے فتوے لگا کر عوام کو اُس امام سے متنفر کرنے کی کوشش کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھول گئے کہ جب ایسے حالات ہوں گے، مسیح موعود کا دعویٰ ہو گا، امام الزمان آئے گا تو میری پیروی اور اتباع میں، میرا یہ تمہیں، مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ میری پیروی اور اتباع میں آئے گا، اُسے جا کر میرا اسلام پہنچانا۔

(مسند احمد بن حنبل مسند اَبی ہریرةؓ جلد 3 صفحہ 182 حدیث نمبر 7957 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات بھی سو فیصد سچ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن آخرین کو پہلوں سے ملانے کی خوشخبری دی تھی، اُن کے زمانے میں ایمان ثریا پر جا چکا ہو گا۔ اور یہ آخرین کی جماعت ہی ہے جو اُسے ثریا سے زمین پر واپس لائے گی۔ جو نقشہ یہ علماء خود عوام الناس کا کھینچ رہے ہیں کیا یہ ایمان کے ثریا پر جانے کے برابر نہیں ہے؟

پس کب تک اپنے ذاتی مفاد کی خاطر اعتراف کرنے کے باوجود مفاد پرست علماء کی ایک کے بعد دوسری نسل عوام الناس کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم رکھنے کی کوشش کرتی رہے گی۔ اے مفاد پرستو! ہمیشہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حصول اور اُس کے دین کی اشاعت اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوؤں کے ذریعے ہی ہوتی ہے اور ہو سکتی ہے، اپنی کوششوں سے نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد کتنی کوشش ہوئی ہے۔ نام نہاد علماء اور فضلاء بلکہ حکومتیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو ختم کرنے کے لئے کتنی کوششیں کر چکے ہیں۔ لیکن کیا کامیاب ہوئے؟ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی جماعت کی ترقی کی رپورٹ تو کل میں نے آپ کو بیان کی تھی جس کا پانچواں حصہ بھی مَیں بیان نہیں کر سکا تھا۔ مَیں نے مختصر لیا تھا۔ یہ تو ایک جھلک تھی جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی تھی اور دنیا بھی سن رہی تھی۔ ہمارے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے سنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا تو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے جب تسلی دی کہ اِنِّیْ مَعَکَ۔ (تذکرہ صفحہ 624 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ) تو پھر اس معیت کا اظہار اس شان سے کیا کہ آج دو صد ممالک سے زائد ممالک میں اس بارش کا پانی برس رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اَنْتَ مِنْ مَآءِ نَا وَھُمْ مِنْ فَشَلٍ (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 5) کہ تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ فشل ہیں یعنی بےکار، بزدل اور ناکارہ ہیں۔ جو خدا کے پانی سے ہے اُس نے دنیا کو سیراب کرنا ہے اور اس پانی کے فیض کو ان مخالفین کی کوئی تدبیر روک نہیں سکتی۔ ہاں بزدلانہ کارروائی اور چھپ چھپ کر حملے اور مغلظات بکنا تاکہ ترقی میں روڑے ڈالنے کی کوشش کریں، یہ تو یہ لوگ کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں، کرتے رہیں گے جیسا کہ مَیں پہلے بھی ذکر کر آیا ہوں۔ لیکن ان لوگوں سے احمدیت کی ترقی نہ کبھی رُکی اور نہ رُک سکتی ہے۔ انشاء اللہ۔ لیکن یہ لوگ یہ بھی تو دیکھیں کہ کیا انہوں نے کبھی ان کو عقل نہیں دی۔ پڑھے ہوئے لوگ بھی ان کے ساتھ شامل ہیں، ان کی مسجدوں میں جاتے ہیں، ان کے خطبات سنتے ہیں، ان کی باتیں سنتے ہیں، تو کیا ان کے لوگوں کو کسی نے عقل نہیں دی کہ یہ دیکھیں کہ کیا انہوں نے احمدیوں کی مخالفت کر کے امت مسلمہ کی کوئی اصلاح کر لی ہے؟ کہاں اصلاح نظر آتی ہے؟ کیا تبلیغی میدان میں اسلام کی تبلیغ کر کے انہوں نے کوئی خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرنے والے پیدا کئے ہیں؟ کیا قربانی کے جذبہ کے تحت قرآنِ کریم کی دنیا میں اشاعت کے لئے ان لوگوں نے دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمے کر کے دنیا کے ہر فرد تک خدا تعالیٰ کا کلام پہنچانے کی جوت لوگوں کے دلوں میں جگائی ہے؟ اگر حکومتوں کے تیل کے پیسے سے چند مدرسے کھول لئے یا مخالفین اسلام کی مدد سے امن کے نام پر چند مدرسے کھول کر احمدیت کی مخالفت اور دہشت گردی کے لئے کچھ لوگ تیار کر لئے تو نہ تو یہ اسلام کی تعلیم ہے، نہ ہی رحمۃ للعالمینؐ کی بعثت کا مقصد ہے۔ اور کیا اسلام کے یہ نام نہاد علمبردار جو کوششیں کر رہے ہیں، اس نے امت مسلمہ کی بےچینی کو دور کر دیا ہے؟ یقیناً نہیں کیا۔ بےچینی پہلے سے بڑھ کر بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اسلام کی جس حالت کا نقشہ آج سے سو ڈیڑھ سو سال پہلے علماء نے کھینچا تھا یا پچاس ساٹھ سال پہلے کھینچا تھا، وہ آج بھی وہی نظارہ پیش کر رہا ہے۔ ہاں اگر دنیا میں اسلام کی حقیقی تصویر کا کوئی نظارہ نظر آ رہا ہے جس کو دیکھ کر دنیا اسلام کی خوبیوں کی معترف ہو رہی ہے تو وہ وہ اسلام ہے جو مہدی دوران نے پیش کیا ہے، جس کو دیکھ اور سن کر لاکھوں عیسائی مسلمان ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا آج بھی امّتِ مسلمہ کا وہی نقشہ یہ لوگ خود بیان کر رہے ہیں۔ یہ ہماری زبانی باتیں نہیں ہیں۔ وقتاً فوقتاً اس کا اظہار ان لوگوں سے ہوتا رہتا ہے۔ اس کے بھی چند نمونے پیش کر دیتا ہوں۔

سندھ کے معروف عالم دین مولانا سید قاسم شاہ صاحب راشدی بیان کرتے ہیں کہ ’’قرونِ اولیٰ میں اختلافات کے باوجود کوئی امت سے نہ خود کٹتا تھا نہ کسی کو کاٹتا تھا۔ فکری اعتبار سے مختلف مکاتبِ فکر حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ سب اس امت کا حصہ تھے۔ ہمارے ہاں تشدد پسند جو مستقل نفرتیں بڑھا رہے ہیں، حنفی تو دور رہ گئے، خود اہل حدیث، اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے تیار نہیں۔ کیوں؟ جناب یہ بسم اللہ آہستہ پڑھتا ہے، یہ رکوع کے بعد ہاتھ کھولتا ہے‘‘۔ لکھتے ہیں کہ ’’میرے والد صاحب نے ایک مرتبہ افسوس کا ظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ بیٹا ہم ساری دنیا کو کہتے تھے، یہ کافر، یہ مسلمان نہیں، اُن کی نمازیں نہیں اور اللہ نے خود ہم میں سے ایسے لوگ پیدا کئے جنہوں نے کہا تم بھی مسلمان نہیں ہو، تمہاری بھی کوئی نماز نہیں۔ ہمیں آنکھیں کھولنا چاہئیں‘‘۔ (ماہنامہ ضربِ حق، ماہِ نومبر 2004ء صفحہ 1 جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 8)

ان کا یہ حوالہ ’’ضرب حق‘‘ ایک رسالہ ہے اُس میں نومبر 2004ء کا چھپا ہوا ہے۔ پھر یہی رسالہ ماہنامہ ’’ضرب حق‘‘ ہے جو اپریل 2004ء کے شمارے کے اداریے میں لکھتا ہے کہ: ’’سوال کیا جاتا ہے کہ مسلمان مسلمان ہونے کے باوجود کیوں پٹ رہا ہے؟‘‘ دنیا سے مار کیوں کھا رہا ہے؟ ’’اسلام کا اتنا بڑا اثاثہ رکھنے کے باوجود ہم کیوں محکوم ہیں اور سب سے بڑی سچائی اور حقیقت دینِ حق، دینِ اسلام سے تعلق رکھنے کے باوجود ہم ذلت سے کیوں دوچار ہیں؟‘‘ اس کا سیدھا سادہ جواب ہے۔ خود ہی کہتے ہیں، خود ہی جواب دے رہے ہیں، کہتے ہیں ’’اس کا سیدھا سادہ جواب تو یہی ہے کہ ہم نے جو کلمہ پڑھا ہے، جس کے ہم دعویدار ہیں، جس کی بنیاد پر ہم اپنے آپ کو صرف ایک خدا کا بندہ سمجھتے ہیں۔ قرآنی آیات میں ہمارے دعووں کی واضح طور پر تردید موجود ہے‘‘۔ ہم کرتے تو ہیں لیکن قرآن میں یہ تردید موجود ہے۔ تمہارے قول و

فعل میں تضاد ہے‘‘۔ پھر کہتے ہیں کہ’’ جب تک ہم اپنی نفسانی خواہشات کو اسلام کے تابع نہیں بنائیں گے، جب تک ہم اسلامی معاشرہ تشکیل نہیں دیں گے، اور اپنے طرزِ حکمرانی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں بدلیں گے اور جب تک ہم اغیار کی چاکری کرنا نہیں چھوڑیں گے ہمیں ہمارا برائے نام مسلمان ہونا کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا بلکہ ہم اپنے اس نام کی برکت سے دنیا بھر کی طاغوتی طاقتوں کے ظلم وستم کا نشانہ بنیں گے‘‘۔

پھر لکھتے ہیں کہ:’’ ہم نے گر پٹنے سے بچنا ہے، ذلت سے بچنا ہے اور طاغوتی طاقتوں کے انتقام سے بچنا ہے تو ہمارے لئے دو راستے ہیں کہ یا تو ہم مسلمانی اور اسلام کا نام وشان چھوڑ دیں‘‘۔ مسلمان اسلام چھوڑ دیں، پھر ہی بچ سکتے ہیں۔’’ یا پھر اسلامی تعلیمات کا صرف نام لینے کی بجائے اس کو من حیث القوم عملی جامہ بھی پہنائیں۔ اسلامی نظام خلافت کے قیام کے بغیر مسلم حکمرانوں کے برائے نام اسلام دھوکہ اور خسارہ ہے۔ مُلّاں ازم کا اسلام تفرقے ہیں۔ جماعتیں ہیں، تنظیمیں ہیں اور اپنے اپنے مفادات کے تحفظ کو اسلام کا نام دیا ہے۔ یہ ملاں کی خود ہی تعریف کر رہے ہیں۔’’ یہ بھی دھوکہ ہے، خسارہ ہے اور وبال جان ہے‘‘۔ پھر لکھتے ہیں کہ’’ اسلام اسلام ہے جو انسانوں کو بدلتا ہے‘‘۔ اسلام تو وہ اسلام ہے جو انسانوں کو بدلتا ہے، جو باخدا انسان بناتا ہے۔ جو خدانما انسان بناتا ہے‘‘۔ کہتے ہیں کہ’’ حقیقی اسلام معاشرتی اقدار کو بدلتا ہے، ملکی حالات کو بدل دیتا ہے اور بین الاقوامی رویوں کو بدلتا ہے‘‘۔

(ماہنامہ ضربِ حق کراچی ماہِ اپریل 2004ء صفحہ 2 کالم نمبر 1 جلد 8 شمارہ نمبر 2)

یہی اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والا پیش کر چکا ہے۔ آسمانی پانی کا انکار کرو گے تو یہی کچھ ہوگا جو تم لوگوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔

پھر نوائے وقت اپنے ایک ایڈیشن میں لکھتا ہے کہ:’’ ہمیں دینِ اسلام سے وہ برکات حاصل نہیں ہو رہیں جو دورِ خلافت راشدہ میں مسلمانوں کو حاصل تھیں۔ اُس وقت ہمیں عدل، امن، اخوت، محبت، خوشحالی، اتحاد، غلبہ دین حق جیسی برکات حاصل تھیں۔ آج ہم عدل کے بجائے ظلم، امن کے بجائے بدامنی اور بے سکونی، اخوت کے بجائے تعصب، محبت کے بجائے نفرت، خوشحالی کے بجائے پسماندگی اور درماندگی، اتحاد کے بجائے انتشار اور غلبہ کے بجائے مغلوبیت سے دوچار ہیں۔ کس قدر عظیم سانحہ ہے یہ۔ مسلمان دنیا میں مغلوب اُس وقت ہوتے ہیں جب وہ اللہ کی نصرت سے محروم اور مومن نہ رہیں‘‘۔ (نوائے وقت ملّی ایڈیشن (لاہور) مؤرخہ 25 جون 2004ء صفحہ 13)

پھر نوائے وقت نے ہی اس عنوان سے کہ’’ ہم ہیں آج کیوں ذلیل‘‘ لکھا کہ:’’ ہم سورۃ بقرہ کی آیت 61 میں واردشدہ الفاظ، ان پر ذلت اور مسکنت تھوپ دی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے، کو پڑھتے ہوئے اطمینان سے گزر جاتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ الفاظ یہودیوں کے بارے میں وارد ہوئے ہیں۔ لیکن اگر موجودہ حالات کا معروضی مطالعہ کیا جائے تو اس وقت ان الفاظ قرآنی کے مصداق کامل مسلمان ہیں نہ کہ یہودُ‘‘۔

پھر لکھتے ہیں کہ:’’ واضح رہے کہ ذرا سی تقدیم وتاخیر کے ساتھ یہ مضمون سورۃ آل عمران کی آیت 112 میں بھی وارد ہوا ہے۔ اسی طرح سورۃ فاتحہ کی آخری آیت کی تفسیر کے ضمن میں اس امر پر مفسرین کا تقریباً اجماع ہے کہ مغضوب علیہم کی عملی تفسیر یہود ہیں اور ضالین کی نصاریٰ ہیں۔ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ اگرچہ مؤخر الذکر یعنی عیسائیوں کا گمراہ ہونا تو یقیناً اب بھی صد فیصد درست ہے لیکن مغضوب علیہم کی عملی تفسیر تو اس وقت یہودُ نہیں، مسلمان ہیں‘‘۔

پھر لکھتے ہیں کہ:’’ الغرض ہماری کیفیت اس وقت بالکل وہی ہے جس کا نقشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث مبارکہ میں کھینچا تھا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ نہایت کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود تمہاری حیثیت سیلاب کے ریلے کے اوپر جھاگ سے زیادہ نہیں رہے گی۔ ان لطیف حقائق پر مستزاد یہ تلخ واقعات تو نگاہوں کے عین سامنے موجود ہیں کہ مغرب ہو یا مشرق، اس وقت ساری دنیا میں مسلمان شدید ترین مصائب وآلام سے دوچار ہیں۔ گویا عزت و وقار کے ساتھ غیرت ملی کا جنازہ بھی نکل چکا ہے۔ اور سوا ارب سے زیادہ افراد پر مشتمل عالمی ملّت اسلامیہ اس وقت بالفعل کہ’’ غیرت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے‘‘ کا نقشہ پیش کر رہی ہے۔ سوچئے کہ الفاظِ قرآنی ان پر ذلت اور مسکنت مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے، کہ مصداق اس وقت ہم نام نہاد مسلمان ہیں یا یہودُ‘‘۔ (نوائے وقت (لاہور) مؤرخہ 16 اپریل 1993ء صفحہ 4)

یہ خود ان کا اعتراف ہے۔ نوائے وقت 16 ؍اپریل 1993ء میں انہوں نے یہ لکھا تھا۔

پس یہ باتیں جن کو یہ خود بیان کر رہے ہیں کیا اُن کو اس بات کے سوچنے پر مجبور نہیں کرنی چاہئیں کہ سب کچھ تو ہے اور ان حالات میں ایک شخص خدا تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر اُس کی طرف اپنے آپ کو منسوب بھی کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر چیلنج کر رہا ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ اگر کوئی شک ہے تو میرے سے مقابلہ کر لو۔ وہ اعلان کرتا ہے کہ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔ جو کچھ مَیں کہہ رہا ہوں وہ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ خدا تعالیٰ کے کہنے سے کہہ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس اُمّت کا اس لئے خاتم الخلفاء بنا کر بھیجا ہے کہ مَیں اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشقِ صادق ہوں۔ میں آپ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آیا ہوں۔ میں خدا تعالیٰ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے گئے وعدے کے مطابق آیا ہوں۔ میرا انکار تمہیں انہی نتائج کا حامل بنائے گا جن سے تم گزر رہے ہو۔ سن لو اور یاد رکھو کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ اب میرے ذریعے سے ہی خدا تعالیٰ نے مقدر کر دی ہے۔ کیا تم لوگوں کو اب بھی عقل نہیں آئی کہ اپنی تمام تر کوششوں اور اپنی حکومتوں کی مدد، اپنی دولت کی مدد کے باوجود تم جماعت کی ترقی کو نہیں روک سکے، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو نہیں روک سکے۔ پس سوچو اور غور کرو کہ اگر یہ کسی انسان کا قائم کردہ سلسلہ ہوتا تو کب کا تباہ و برباد ہو چکا ہوتا۔ پس عقل کرو اور آسمان سے اترے ہوئے اس پانی سے فیض اٹھاؤ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار آسمانی پانی کی ضرورت کو دنیا کے سامنے پیش کر کے اپنی آمد کا مقصد بیان فرمایا ہے۔ ایک جگہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ:’’ آسمان اور زمین میں ایسے تعلقات ہیں جیسے نر و مادہ میں ہوتے ہیں۔ زمین میں بھی کنویں ہوتے ہیں لیکن زمین پھر بھی آسمانی پانی کی محتاج رہتی ہے۔ جب تک آسمان سے بارش نہ ہو زمین مردہ سمجھی جاتی ہے اور اُس کی زندگی اس پانی پر منحصر ہے جو آسمان سے آتا ہے۔ اسی واسطے فرمایا۔ اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا (الحدید: 18)۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب آسمان سے پانی برسنے میں دیر ہو اور امساک باراں ہو تو کنوؤں کا پانی بھی خشک ہونے لگتا ہے اور ان ایام میں دیکھا گیا ہے کہ پانی اتر جاتا ہے۔ لیکن جب برسات کے دن ہوں اور مینہ برسنے شروع ہوں تو کنوؤں کا پانی بھی جوش مار کر چڑھتا ہے کیونکہ اوپر کے پانی میں قوت جاذبہ ہوتی ہے‘‘۔

فرمایا’’ اگر آسمانی پانی نازل ہونا چھوڑ دے تو سب کنوئیں خشک ہو جائیں۔ اسی طرح پر ہم یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نورِ قلب ہر انسان کو دیا ہے اور اس کے دماغ میں عقل رکھی ہے جس سے وہ برے بھلے میں تمیز کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ لیکن اگر نبوت کا نور آسمان سے نازل نہ ہو اور یہ سلسلہ بند ہو جاوے تو دماغی عقلوں کا سلسلہ جاتا رہے اور نورِ قلب پر تاریکی پیدا ہو جاوے اور وہ بالکل کام دینے کے قابل نہ رہے۔ کیونکہ یہ سلسلہ اسی نورِ نبوت سے روشنی پاتا ہے۔ جیسے بارش ہونے پر زمین کی روئیدگیاں نکلنی شروع ہو جاتی ہیں اور ہر تخم پیدا ہونے لگتا ہے اسی طرح پر نورِ نبوت کے نزول پر دماغی اور ذہنی عقلوں میں ایک صفائی اور نور فراست میں ایک روشنی پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ علی قدر مراتب ہوتی ہے اور استعداد کے موافق ہر شخص فائدہ اٹھاتا ہے۔ خواہ وہ اس امر کو محسوس کرے یا نہ کرے۔ لیکن یہ سب کچھ ہوتا اسی نورِ نبوت کے طفیل ہے‘‘۔

فرمایا:’’ جیسے آسمانی پانی کے نہ برسنے کی وجہ سے زمین مرجاتی اور کنوؤں کا پانی خشک ہونے لگتا ہے۔ یہی قانون نزول وحی کے متعلق ہے۔ رَجْع پانی کو کہتے ہیں حالانکہ پانی زمین پر بھی ہوتا ہے لیکن آسمان کو ذَاتِ الرَّجْعِ کہا ہے۔ اس میں یہ فلسفہ بتایا ہے کہ اصلی آسمانی پانی ہی ہے۔ چنانچہ کہا ہے، (فارسی کا شعر ہے)

باراں کہ در لطافت طبعش دریغ نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس‘‘

(کہ بارش سے جس کی فطرت لطافت کے خلاف نہیں ہے، باغ میں لالہ کا پھول اُگتا ہے اور بنجر اور کلرزدہ زمین میں کانٹے اُگتے ہیں۔) فرمایا کہ’’ جو کیفیت بارش کے وقت ہوتی ہے وہی نزول وحی کے وقت ہوتی ہے۔ دو قسم کی طبیعتیں موجود ہوتی ہیں۔ ایک تو مستعد ہوتی ہیں اور دوسری بلید‘‘۔ (یعنی غبی اور نادان)۔’’ مستعد طبیعت والے فوراً سمجھ لیتے ہیں اور صادق کا ساتھ دے دیتے ہیں۔ لیکن بلید الطبع نہیں سمجھ سکتے اور وہ مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ دیکھو مکہ معظّمہ میں جب وحی کا نزول ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ کا کلام اترنے لگا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابوجہل ایک ہی سرزمین کے دو شخص تھے۔ ابوبکرؓ نے تو کوئی نشان بھی نہ مانگا اور مجرد دعویٰ سنتے ہی اٰمَنَّا کہہ کر ساتھ ہولیا۔ مگر ابوجہل نے نشان پر نشان دیکھے مگر تکذیب سے باز نہ آیا اور آخر خدا تعالیٰ کے قہر کے نیچے آ کر ذلّت کے ساتھ ہلاک ہوا‘‘۔

فرمایا کہ:’’ غرض خدا تعالیٰ کی وحی ہر قسم کی طبیعتوں کو باہر نکال دیتی ہے۔ طیب اور خبیث میں امتیاز کر کے دکھا دیتی ہے۔ وہ بہار کا موسم ہوتا ہے۔ اُس وقت ممکن نہیں کہ کوئی تخم شگفتگی کے لئے نہ نکلے۔ لیکن جو کچھ ہوگا وہی برآمد ہوگا۔ نیک اور سعید الفطرت اپنی جگہ پر نمودار ہوتے ہیں اور خبیث الگ۔ اور اس سے پہلے وہ ملے جلے ہوئے ہوتے ہیں جیسے گندم اور بھگاٹ کے دانے ملے ہوئے تو رہتے ہیں‘‘۔ بھگاٹ ایک قسم کی جڑی بوٹی ہوتی ہے، گندم میں اُگتی ہے۔’’ لیکن جب زمین سے نکلتے ہیں تو دونوں الگ نظر آتے ہیں۔ مالک گندم کی حفاظت کرتا ہے اور بھگاٹ کو نکال کر باہر پھینک دیتا ہے‘‘۔ فرمایا کہ’’ پس نزول وحی کے ثبوت کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ مشاہدہ پیش کیا ہے جس کو نادان اپنی نادانی اور جہالت سے اعتراض کے رنگ میں پیش کرتا ہے حالانکہ اس میں ایک عظیم الشان فلسفہ رکھا ہوا ہے۔ اسی لئے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ۔ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ (الطارق: 12-13) کہہ کر فرمایا اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ (الطارق: 14) جو کلام الٰہی کے لئے بولا گیا ہے یہ ایک نظری امر تھا۔ اس کے ثبوت کے لئے بدیہی امر کو پیش کیا ہے۔ جیسے امساک باراں کے وقت ضرورت ہوتی ہے مینہ کی، اسی طرح پر اس وقت لوگ روحانی پانی کو چاہتے ہیں۔ زمین بالکل مر چکی ہے۔ یہ زمانہ ظَہَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: 42) کا مصداق ہو گیا ہے۔ جنگل اور سمندر بگڑ چکے ہیں۔ جنگل سے مراد مشرک لوگ اور بحر سے مراد اہل کتاب ہیں۔ جاہل و عالم بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ غرض انسانوں کے ہر طبقہ میں فساد واقع ہو گیا ہے۔‘‘ اب اس زمانے میں، آپ نے ان کی باتیں سن ہی لیں۔’’ جس پہلو اور جس رنگ میں دیکھو دنیا کی حالت بدل گئی ہے۔ روحانیت باقی نہیں رہی اور نہ اس کی تاثیریں نظر آتی ہیں۔ اخلاقی اور عملی کمزوریوں میں ہر چھوٹا بڑا مبتلا ہے۔ خدا پرستی اور خدا شناسی کا نام ونشان مٹا ہوا نظر آتا ہے۔ اس لئے اس وقت ضرورت ہے کہ آسمانی پانی اور نورِ نبوت کا نزول ہو اور مستعد دلوں کو روشنی بخشے۔ خدا تعالیٰ کا شکر کرو کہ اس نے اپنے فضل سے اس وقت اس نور کو نازل کیا ہے۔ مگر تھوڑے ہیں جو اس نور سے فائدہ اٹھاتے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 712 تا 714 مطبوعہ ربوہ)

یقیناً وہ سعید فطرت فائدہ اُٹھاتے ہیں جن کو ایک تڑپ ہوتی ہے کہ پانی کی تلاش کریں۔ کل بھی میں نے بہت سے واقعات سنائے تھے۔ جلسہ کے پہلے دن جو واقعات سنائے تھے اُن میں بھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی اور اب بھی کہ کس طرح نیک طبعوں کی اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں رہنمائی فرمائی اور اُن لوگوں نے اس پانی سے اپنی پیاس بجھائی۔ یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور نیک فطرت اپنی پیاس بجھاتے چلے جا رہے ہیں۔ ایک روحانی انقلاب بیعت میں آنے والوں میں پیدا ہو رہا ہے۔ یہ پانی افریقہ میں بھی برس رہا ہے اور ایشیا میں بھی برس رہا ہے اور یورپ میں بھی برس رہا ہے اور امریکہ میں بھی برس رہا ہے، آسٹریلیا میں بھی برس رہا ہے اور جزائر میں بھی برس رہا ہے۔ آج کی عالمی بیعت جو ہے اور یہاں ہر قوم کی نمائندگی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیض اب بھی جاری ہے۔

بہت سے ایسے ہیں جن کی مثالیں میں نے دی تھیں جنہیں خوابوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی۔ بعض خوابیں ایسی بھی ہیں جن میں واضح طور پر بتایا گیا (وہ مَیں نے بیان نہیں کیں، بعض لمبی تھیں) کہ جو پانی آج کل کے علماء کے ذریعے سے مل رہا ہے وہ بہت نیچے جا چکا ہے، اُس سے سیرابی نہیں ہو سکتی۔ اور سیراب کرنے والا پانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ملے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:
’’ حقیقت یہ ہے کہ جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزار ہا انوار اُس کے ساتھ آتے ہیں اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو جاتی ہے اور انتشار روحانیت اور نورانیت ہو کر نیک استعدادیں جاگ اُٹھتی ہیں‘‘۔

(ضرورۃ الامام روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 474)

پس ہم نے ان استعدادوں کے جاگنے کے عملی نمونے دیکھ لئے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم

کس طرح کہہ سکتے ہیں اور کس طرح ان مولویوں کے بھرّے میں آ جائیں کہ آسمانی پانی نہیں اترا۔ پس ان لوگوں سے بھی مَیں کہتا ہوں، عامۃ المسلمین سے بھی مَیں کہتا ہوں، بہت سارے ہماری باتیں سن رہے ہوتے ہیں کہ اے عقل کے اندھو! اور ان علماء سے بھی میں کہتا ہوں کہ اے عقل کے اندھو! خودغرضیوں اور خود پسندیوں میں مبتلا علماء کہلانے والو! امت مسلمہ کو اپنی ذاتی اغراض اور مفادات کی بھینٹ چڑھانے والو! اُن کو ظلموں پر آمادہ کر کے معصوموں کا خون بہانے والو! کب تک امام وقت کی ضرورت کا شور بھی ڈالتے رہو گے، معصوموں کو راہِ راست سے ہٹاتے بھی رہو گے اور امام وقت کا انکار بھی کرتے رہو گے؟ خود مانتے ہو کہ زمانہ اس بات کا متقاضی ہے کہ آسمانی پانی اُترے اور جب اُترا ہے تو پھر اس سے فیض نہیں اُٹھاتے۔ عجیب حالت ہے کہ خدا تعالیٰ کے عذاب کا اعتراف بھی کرتے ہو اور توبہ بھی نہیں کرتے کیونکہ کئیوں نے اپنے بیانوں میں یہ اعتراف بھی کیا۔ پس خوف خدا کرو اگر اپنی حالت نہ بدلی تو کہیں اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والے نہ بنو جس کا تم خود ذکر کر رہے ہو۔ اور پھر جب اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے تو کہیں کا نہیں چھوڑتا۔ دنیا کے عمومی حالات، اسلامی ممالک کی اکثریت کی ناگفتہ بہ اور افراتفری کی حالت، رعایا اور حکومت کے ایک دوسرے پر ظلم اور ان ظلموں کی بڑھتی ہوئی داستانیں، شدت پسندوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں جو اسلام کے خوبصورت چہرے کو مسخ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، مومن کا مومن کی گردنیں کاٹنا، غیر مسلموں کو اپنی دولت پر قبضہ دینا اس لئے کہ تمہاری کرسی بچی رہے، تمہیں اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی خوف نہیں دلاتی؟ ہوش کرو ہوش کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ قانونِ قدرت اپنا کام دکھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے اور جب بھڑکے تو پھر کسی کو نہیں چھوڑتا۔

اور اے غلامانِ مسیح دوران! اس آسمانی پانی سے فیض پانے والو جس نے تمہیں نئی زندگی بخشی ہے اپنے فرض ادا کرو۔ اپنے تعلق کو خدا تعالیٰ سے مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جاؤ۔ دنیا کو راستی کا رستہ دکھانے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لاؤ۔ اپنے دینی، روحانی، اخلاقی معیاروں کو اونچا سے اونچا کرتے چلے جاؤ کہ امام الزمان کی بیعت کا حق ادا ہو جائے۔ اس روحانی پانی کے فیض سے اُگنے والی وہ فصلیں بنو جو فائدہ مند ہوتی ہیں، جو دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتی ہیں۔ وہ نہریں اور دریا بنو جن پر ہر دم تازہ پانی اترتا رہتا ہے۔ دنیا کو روحانی مائدہ اب غلامان مسیح الزمان کے ذریعہ سے ہی ملنا ہے۔ دنیا کی پیاس اب اُس پانی سے بجھنی ہے جو امام الزمان کے ماننے والوں نے مہیا کرنا ہے۔ اب اور کوئی گروہ یا جماعت نہیں ہے جو دنیا کو خدا تعالیٰ کے قریب لانے والا بن سکے۔ اگر ہم نے اپنے فرائض ادا نہ کئے تو ہم بھی پوچھے جائیں گے۔ پس ہمیں بھی اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کی رضا کے تابع کرنے کی ضرورت ہے۔

آج ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنے کی ضرورت ہے اور یہ عہد کر کے اُٹھیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اپنی بیعت کا حق ادا کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتیوں کو بروئے کار لائیں گے۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا ہو گی۔ دعا میں اسیران کو بھی یاد رکھیں، کچھ عرب ممالک میں بھی اسیران ہیں، پاکستان میں بھی اسیران ہیں۔ پاکستان کے مظلوم احمدیوں کو بھی یاد رکھیں جن پر آجکل ظلموں کی، خاص طور پر صوبہ پنجاب میں ظلموں کی انتہا ہو رہی ہے۔ ہر لحاظ سے ظلم ہو رہے ہیں، بیماروں اور مصیبت میں گرفتار لوگوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا بھی حافظ و ناصر ہو اور خیریت سے گھروں کو جائیں۔ دعا کریں۔ (دعا)

۞۞۞۞۞۞۞

حکم چلتا ہے ہر اِک ذرّہ پہ ہر آں تیرا

(ماخوذ از تفسیر کبیر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سورۃ العنکبوت کی آیات 67-66 فَـإِذَا رَكِبُـوا فِـي الْـفُـلْـكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُـمْ يُشْـرِكُـونَ۔ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ وَلِيَتَـمَتَّـعُـوا فَسَـوْفَ يَعْلَمُوْنَ۔ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس میں بتایا کہ لوگ دنیا سے اپنا دل تو لگاتے ہیں لیکن انہیں اپنی زندگیوں میں ہی ایسے کئی حوادث اور واقعات پیش آجاتے ہیں جن کے نتیجہ میں انہیں خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنی پڑتی ہے۔ مگر بدقسمت انسان جب مشکلات سے نجات پا جاتا ہے تو وہ پھر خدا تعالیٰ کو بھول جاتا ہے اور یہ چکّر اسی طرح چلتا چلا جاتا ہے۔

درحقیقت اگر ہم غور سے کام لیں تو انسان پر دنیا میں کبھی تو ایسی حالت آتی ہے کہ وہ اپنی ساری ضرورتیں خود پوری کر لیتا ہے۔ اُس وقت اُس کی توجہ اپنی طاقت اور قوّت کی طرف جاتی ہے اور وہ اپنی کوشش پر گھمنڈ کرتا ہے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ خود اپنی ضرورت کو پورا نہیں کر سکتا اور اپنی مدد کے لئے اپنے عزیزوں، دوستوں اور رشتہ داروں کا محتاج ہوتا ہے۔ اُس وقت اُس کے ذہن میں خیال آتا ہے کہ رشتہ داری بھی اچھی چیز ہے۔ پھر ایک وقت اس کے اہل و عیال اور متعلقین بھی اُس کے کام نہیں آسکتے اور اس کے ملنے والے اور دوست اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ ایسے وقت میں اُس کی نظر اپنے دوستوں پر پڑتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ دوست احباب بھی دنیا میں بہت مفید ہوتے ہیں جو آڑے وقت کام آتے ہیں۔ پھر کبھی ایسا زمانہ اُس پر آتا ہے کہ دوست بھی اُس کا ساتھ نہیں دے سکتے ایسے اوقات میں وہ بعض دفعہ بعض نظاموں کی طرف توجہ کرتا ہے اور وہ سلسلہ یا جماعت جس سے وہ تعلق رکھتا ہے اُس کی مدد کرتی ہے۔ اس طرح جب اس کا کام بن جاتا ہے تو اُس کے دل میں خیال آتا ہے کہ نظام سے تعلق اچھی بات ہے اور سلسلہ یا جماعت سے اُس کی وابستگی بڑھ جاتی ہے۔ پھر کوئی وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اس کے اہل و عیال، رشتہ دار، دوست احباب کوئی بھی اس کی مدد نہیں کر سکتے بلکہ نظام بھی اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اُس وقت حکومت جس کے ساتھ وہ تعلق رکھتا ہے اُس کی مدد کرتی ہے۔ تب وہ محسوس کرتا ہے کہ حکومت بھی اچھی چیز ہے۔ پھر کوئی وقت ایسا بھی آتا ہے کہ حکومت بھی انسان کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ ایسے وقت میں عام انسانی ہمدردی اس کے کام آتی ہے تب اُس کی نظر تمام دنیا پر پڑتی ہے اور وہ سوچتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسانوں میں کیسا عجیب رشتہ قائم کیا ہے۔ لیکن ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اس کے اہل و عیال، دوست احباب، قوم یا نظام بلکہ حکومت اور انسانی ہمدردی کی مدد سے بھی اُسے کامیابی ناممکن نظر آتی ہے۔ ایسی صورت میں کامیاب ہونے پر وہ سمجھتا ہے میری کامیابی کا کچھ حصہ غیبی امداد کا بھی ہے اور جس حد تک اُسے غیبی امداد کا یقین ہوتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ یہ کام خدا تعالیٰ نے کر دیا ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جو کام اُس نے خود کیا، رشتہ داروں اور دوستوں نے کیا، نظام نے کیا، قوم یا حکومت نے کیا یا عام انسانی ہمدردی نے کیا وہ بھی سب خدا تعالیٰ نے ہی کیا تھا۔ لیکن اُن میں چونکہ ظاہری ذرائع موجود تھے خدا تعالیٰ کی طرف اُس کی نظر نہیں اُٹھی تھی۔ لیکن جب اُسے کچھ غیبی امداد کا خیال ہوا۔ اُس وقت اُسے خدا تعالیٰ کا خیال آیا۔

بہرحال انسانی زندگی میں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب تمام انسانی تدابیر اس کے لئے باطل ہو جاتی ہیں اور صرف خدا تعالیٰ ہی اس کے سامنے رہ جاتا ہے۔

زیرِ تفسیر آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہی مضمون بیان فرمایا ہے کہ ایسے وقت مشرک اور دہریہ بھی بے اختیار ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کی مثال دی ہے کہ جب طوفان پیدا ہوتا ہے تو مشرک بھی کہہ اٹھتے ہیں کہ اِس وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ اُس وقت انسان کا قلب اور احساسات پورے طور پر یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بچانے کی طاقت نہیں رکھتا۔

1905ء کا زلزلہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آیا اُس وقت لاہور میڈیکل کالج میں ایک طالب علم تھا جو روزانہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق بحث کیا کرتا تھا۔ جب زلزلہ آیا اور اُس نے محسوس کیا کہ اب چھت گِر کے ہی رہے گی تو وہ بے اختیار رام رام کہتے ہوئے کمرہ سے بھاگ کر باہر آ گیا۔ اگلے دن اُس کے دوستوں نے اُس سے پوچھا کہ تمہیں اُس وقت کیا ہو گیا تھا اور تم نے کیوں رام رام کہنا شروع کر دیا تھا۔ اُس نے کہا۔ معلوم نہیں اُس وقت کچھ عقل ہی ماری گئی تھی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُس وقت اُس نے صحیح عقل سے کام لیا۔ جب بچانے والے دنیوی اسباب اُس کی نظر سے پوشیدہ ہو گئے تو اُسے ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار دکھائی نہ دیا۔ دراصل جب تک ایسے انسان کو دوسرے ذرائع نظر آتے رہیں وہ اُدھر متوجہ رہتا ہے لیکن جب کوئی اَور ذریعہ نظر نہ آئے تو اُس وقت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہی اُس کی نظر اٹھتی ہے۔

1918ء میں جب جرمنی نے اپنی ساری طاقت جمع کر کے اتحادی افواج پر حملہ کر دیا تو انگریزی فوج پر ایک وقت ایسا آیا کہ کوئی صورت اُس کے بچاؤ کی نہ رہی۔ سات میل لمبی لائن تہ و بالا ہو گئی۔ کچھ حصہ فوج کا ایک طرف سمٹ گیا اور کچھ حصہ دوسری طرف اور درمیان میں اتنا خلا پیدا ہو گیا کہ جرمنی کی افواج وہاں سے گزر کر پیچھے سے حملہ کر کے تمام فوج کو تباہ کر سکتی تھیں۔ اُس وقت جرنیل نے کمانڈر انچیف کو اطلاع دی کہ یہ حالت ہے اور میرے پاس سپاہی اتنے نہیں کہ اس صف کو درست کیا جا سکے۔ یہ ایسی حالت تھی کہ وہ سمجھتے تھے کہ آج ہماری تمام فوج تباہ ہو جائے گی اور انگلستان اور فرانس کا نام و نشان دنیا سے مٹ جائے گا۔ انگریزی کمانڈر انچیف نے اُس وقت وزارت کو تار دیا کہ یہ وقت انتہائی بے بسی کا ہے۔ ہماری صف ٹوٹ چکی ہے اور ہر لمحہ تباہی کا خطرہ لاحق ہے۔ جب یہ تار پہنچا تو وزیر اعظم دوسرے وزراء کے ساتھ مل کر کوئی مشورہ کر رہا تھا۔ اس وقت مادہ پرست یورپ جس کی نگاہ کبھی خدا تعالیٰ کی طرف نہیں اٹھتی اُس کی ایک زبردست مادہ پرست حکومت کا سب سے بڑا سردار جو اپنی طاقت و قوّت اور شان و شوکت کے گھمنڈ میں مست رہتا تھا اُس نے بھی محسوس کیا کہ اِس وقت کوئی ظاہری مدد نہیں جو ہمیں اس مصیبت سے نجات دلا سکے۔ اُس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور کہا: آؤ خدا سے دعا کریں کہ وہ ہماری مدد کرے۔ چنانچہ وہ سارے کے سارے گھٹنوں کے بَل جھک گئے اور انہوں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کر دیئے کہ جرمن سپاہیوں کو خبر تک نہ ہو سکی کہ اُن کے سامنے فوج کی صف ٹوٹ چکی ہے۔ اُس وقت کمانڈر انچیف نے اپنے سٹاف کے ایک افسر کو بلایا اور اُسے کہا کہ اِس وقت یہ حالت ہے اور سوائے تمہارے مجھے کوئی ایسا افسر نظر نہیں آتا جو اس کا انتظام کر سکے۔ پس تم جاؤ اور مجھ سے دوسرا سوال نہ کرو۔ ایسے موقعہ پر وہ کہہ سکتا تھا کہ عجیب مصیبت ہے۔ فوج تو دی نہیں جاتی مگر کہا جاتا ہے کہ دشمن کا مقابلہ کرو۔ مگر وہ افسر بھی سمجھ گیا کہ اس وقت فوج کا مہیا ہونا ناممکن ہے۔ اُس نے موٹر لی اور سیدھا اُس مقام پر پہنچا جہاں باورچی، نانبائی، دھوبی، موچی، درزی اور مہتر وغیرہ تھے اور انہیں کہا کہ تمہارے دلوں میں حسرت پیدا ہوتی ہو گی کہ ہمیں ملک کے لئے لڑنے کا موقعہ کبھی نہیں دیا گیا۔ لیکن آج تمہارے لئے ایک موقعہ پیدا ہو گیا ہے۔ ہماری صف ٹوٹ چکی ہے اور ملک کی نگاہ اس وقت تم پر پڑ رہی ہے کہ تم آگے بڑھو اور صف بندی کر دو۔ اس پر جو کچھ کسی کے ہاتھ آیا لے کر چل پڑا اور جا کر صف بندی کر دی اور یہ نظر آنے لگا کہ فوج کھڑی ہے، اس طرح چوبیس گھنٹے تک مقابلہ کیا گیا یہاں تک کہ دوسرے علاقوں سے فوج سمیٹ کر وہاں جمع کر دی گئی۔

یہ مادّہ پرستوں کا ایک نظارہ ہے۔ جب خدا کے سوا انہیں کوئی مدد کرنے والا نظر نہیں آتا تو اُس وقت وہ بھی خدا کے قائل ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب مصیبت ٹل جاتی ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ اور اس کامیابی کو اپنی تدبیر اور زور بازو کی طرف منسوب کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یا اسے بعض دیوتاؤں کی طرف منسوب کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ لوگ آخر کب تک ایسا کرتے چلے جائیں گے۔ بیشک ہم انہیں ایک عرصہ تک توبہ کا موقعہ دیتے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ دنیوی سامانوں سے فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ لیکن ایک دن وہ ان مواقع سے بھی محروم ہو جائیں گے اور پھر دیکھ لیں گے کہ ان کا کوئی جھوٹا معبود اُن کی مدد نہیں کر سکے گا اور وہ عذاب کی طوفانی موجوں سے رہائی کی کوئی صورت نہیں پائیں گے۔“ (تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 284 تا 287)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے منظوم کلام میں کیا ہی خوبصورت رنگ میں اس مضمون کو یوں ادا فرمایا ہے کہ:

بادشاہی ہے تری ارض و سما دونوں میں
حکم چلتا ہے ہر اک ذرّہ پہ ہر آں تیرا
ہر مصیبت سے بچا اے میرے آقا ہر دم
حکم تیرا ہے، زمیں تیری ہے، دوراں تیرا

۞......۞......۞......۞

جماعت احمدیہ قادیان اور لاہوری جماعت میں کیا فرق ہے؟

(خطاب حضرت مرزا طاہر احمد۔ خلیفۃ المسیح الرابع رَحِمَہُ اللّٰہ)

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ دو جون 1991ء کو ریڈیو راپار سرینام سے ''جماعت احمدیہ قادیان اور لاہوری جماعت میں کیا فرق ہے؟'' کے موضوع پر لائیو (Live) خطاب فرمایا۔ اس خطاب کے لئے نصف گھنٹے کا وقت مقرر تھا مگر خطاب کے دوران انتظامیہ نے دس منٹ کا وقت بڑھا دیا اور حضور رحمہ اللہ نے 40 منٹ تک اس اہم موضوع پر جماعت کا مؤقف پیش فرمایا۔ احباب کے استفادہ کے لئے اس خطاب کا مکمل متن ذیل میں پیش ہے۔) (مدیر)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَا تُهٗ۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ مجھے آج یہ موقع مل رہا ہے کہ مَیں سرینام کے باشندوں سے، خصوصًا اُن سے جو اُردو زبان کسی حد تک سمجھتے ہیں، آج براہ راست مخاطب ہو رہا ہوں۔ مجھ سے یہ فرمایا گیا ہے کہ یہاں احمدیوں کے دو گروہ ہیں، ایک وہ جو قادیانی کہلاتے ہیں اور ایک وہ جو لاہوری۔ اور نئی نسلوں کے احمدی یعنی چھوٹے بچے جو یہاں پیدا ہوئے ان کو لاہوری اور قادیانی کا زیادہ فرق معلوم نہیں۔ اسی طرح جو دوسرے ہم سے پوچھتے ہیں کہ بتایئے آپ کے دو گروہ کیوں ہو گئے؟ کیوں آپس میں بٹ گئے؟ اُن کو ہم پوری طرح تسلّی بخش جواب نہیں دے سکتے۔ اس لئے آج کے خطاب میں اسی موضوع پر کچھ کہیئے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے تو اس اختلاف کا پس منظر یعنی بیک گراؤنڈ، کب سے یہ اختلاف شروع ہوا؟ کیوں ہوا؟ اس کے متعلق مَیں آپ کے سامنے کچھ گزارشات رکھتا ہوں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی، لاہوری اور قادیانی دونوں گروہوں کے نزدیک وہ امام ہیں جن کی پیشگوئی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اس لحاظ سے دونوں گروہ قادیانی بھی اور لاہوری بھی آپ کو وہ امام مہدی مانتے ہیں جس کے آنے کی پیشگوئی فرمائی گئی تھی۔ اسی طرح دونوں گروہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان کو مسیح موعود بھی مانتے ہیں۔ یعنی وہ مسیح جس کے متعلق پیشگوئی فرمائی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں وہ ظاہر ہوگا، نازل ہوگا اور اللہ کے فضل کے ساتھ وہ تمام دنیا میں اسلام کے حق میں جہاد شروع کرے گا۔ یہ تو اتفاقات ہیں، یعنی ان باتوں پر اتفاق ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے وصال کے بعد، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فوت ہو جانے پر دونوں گروہوں کے درمیان کوئی اختلاف ظاہر نہیں ہوا۔ بلکہ دونوں متفقہ طور پر اس بات پر راضی ہوئے اور اتفاق کر گئے کہ حضرت مرزا صاحب کے وصال کے بعد جماعت کو ایک امام کی ضرورت ہے جو خلیفۃ المسیح کہلائے گا۔ اور اس لحاظ سے سب سے پہلے خلیفہ، وہ پہلا امام جس کے ہاتھ پر ساری جماعت اکٹھی ہوئی اور بیعت کر کے ان کی اطاعت کو قبول کیا، وہ حضرت حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّلؓ تھے۔

یاد رکھیے کہ اُس وقت آپس میں کوئی اختلاف خلافت اور امامت کے متعلق نہیں تھا۔ چنانچہ چھ سال تک مسلسل حضرت خلیفۃ المسیح اوّل خلافت کے مقام پر فائز رہے، لاہوری احمدی بھی جو بعد میں لاہوری بنے اور قادیانی احمدی بھی جو بعد میں قادیانی کہلاتے ہیں متفقاً آپ کی بیعت میں داخل ہوئے اور آپ کی اطاعت آپ کے آخری سانس تک بجالاتے رہے۔

جب آپؓ کا وصال ہوا اُس وقت یہ اختلاف پیدا ہوا۔ اُس وقت اختلاف کی شکل یہ تھی کہ ایک انجمن تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی تھی اور اس انجمن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جانشین بھی قرار دیا۔ دوسری طرف آپ نے یہ بھی پیشگوئی فرمائی کہ میرے جانے کے بعد قدرت ثانیہ آئے گی۔ اور وہ وہ قدرت ہے کہ جب تک مَیں یہاں تم میں ہوں اس وقت تک وہ قدرت ظاہر نہیں ہوگی۔ لیکن وہ ایک عظیم قدرت ہے جو خدا کی طرف سے میرے وصال کے بعد ظاہر ہوگی اور پھر ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔

پس جماعت احمدیہ قادیان کے نزدیک خلافت ہی وہ قدرت ثانیہ ہے جس کی پیشگوئی فرمائی گئی تھی۔ اور جو انجمن کے اوپر فائق تھی۔ اور انجمن کو اُس کے تابع کر دیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ تمام احمدی جو انجمن کے ممبر تھے یا نہیں تھے سو فیصدی خلافتِ اُولیٰ یعنی پہلے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس بات کو ثابت کر گئے کہ قدرت ثانیہ خلافت ہی تھی۔ اور قدرت ثانیہ کے مقابل پر انجمن کی حیثیت تابع فرمان کی حیثیت تھی، الگ آزاد حیثیت نہیں تھی۔

پس جب حضرت خلیفۃ المسیح اوّل حکیم نورالدین کا وصال ہوا، جب وہ خدا کے حضور واپس حاضر ہوئے تو اختلاف بس اتنا ہی تھا کہ انجمن کے ممبران یہ کہتے تھے کہ ہمارا حق ہے، سارے ممبران نہیں، اُن میں جو چیدہ چیدہ بڑے بڑے حضرت مولوی محمد علی صاحب جیسے بزرگ تھے، وہ اور ان کے ساتھی خواجہ کمال الدین وغیرہ یہ اصرار کر رہے تھے کہ ہمارا حق ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث بنیں، اور ہمیں قیادت کے اختیار ہوں، ہماری رہنمائی میں ساری جماعت اپنے قدم آگے بڑھائے۔

دوسرا حصہ جس کو اب قادیانی کہا جاتا ہے اُن کا اصرار تھا کہ جو بات طے کرنے والی تھی وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت طے کرنے والی تھی۔ جب آپؑ رخصت ہوئے اُس وقت آپؑ نے قدرت ثانیہ کا وعدہ فرمایا تھا۔ وہ قدرت ثانیہ کہاں گئی؟ اگر وہ ظاہر نہیں ہوئی تو کیا آپؑ کا وعدہ غلط نکلا؟ وہ یقیناً ظاہر ہوئی اور خلافت کی صورت میں ظاہر ہوئی، اور انجمن کے سب ممبروں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس بات کو ثابت کر دیا کہ خدا کے نزدیک رہنمائی کا حق ایک امام کو حاصل ہوگا جسے جماعت منتخب کرے گی اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوگا۔

اس پہلو سے جماعت احمدیہ قادیان یہ بات بھی بار بار اپنے بھائیوں کو سمجھانے کی کوشش کرتی ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کا نمونہ ہے جو قیامت تک کے لئے تقلید کے لائق ہے۔ آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہ نے جو نمونہ پیچھے چھوڑا وہی اس لائق ہے کہ ہم اس کی پیروی کریں۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال کے بعد کوئی انجمن قائم نہیں کی گئی۔ بلکہ تمام دنیا جانتی ہے کہ خلافت راشدہ کے ذریعہ روحانی قیادت مسلمانوں کو نصیب ہوئی اور اسی کا وعدہ قرآن کریم میں آیت استخلاف میں دیا گیا تھا۔ پس ہم اپنے بھائیوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ طریق جو حضورِ اقدس حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پیچھے چھوڑا جس پر خلفائے راشدین چلے، جس پر تمام صحابہ نے قدم مارے، وہی درست طریق ہے۔ اور روحانی جماعتوں میں قیادت ایک امام کی شکل میں چلا کرتی ہے۔ انجمنوں کے بس کی بات نہیں کہ وہ روحانی قیادت کر سکیں۔ پس یہ ایک زائد دلیل تھی جو جماعت کی طرف سے پیش کی گئی۔

مگر بہر حال وہ انجمن کے سرکردہ ممبران جو ایک بہت بڑا مقام جماعت میں رکھتے تھے، انہوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ پہلی دفعہ جو بات ہوگئی، ہوگئی۔ ایک خلیفہ کافی ہے۔ اب ہم دوبارہ کسی خلیفہ کی بیعت نہیں کریں گے۔ ہم ہی ہیں جو صاحب اختیار ہیں۔ ہماری قیادت میں ساری جماعت کو آگے بڑھنا ہوگا۔ لیکن جماعت کی اکثریت نے اس خیال کو ردّ کر دیا۔ اور اگر چہ یہ شروع میں دعویٰ کیا گیا کہ اکثریت انجمن کے ساتھ ہے لیکن حالات نے بتا دیا کہ یہ بات درست نہیں تھی، ورنہ انجمن کو قادیان چھوڑنا نہ پڑتا۔ پس بہت جلد انجمن کے وہ سرکردہ ممبران قادیان کو چھوڑ کر لاہور چلے گئے۔ اور وہیں سے اپنی قیادت کا نظام جاری کیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ جو قادیان کے مرکز سے چمٹے رہے ان کو قادیانی کہا جاتا ہے اور جو لوگ لاہور آ گئے ان کو لاہوری کہا جاتا ہے۔

اس اختلاف کے علاوہ کچھ اَور باتیں بھی بیان کی جاتی ہیں جن کو سمجھانا میرا فرض ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اختلاف صرف یہی نہیں تھا بلکہ اور اختلافات بھی تھے۔ عقیدوں کے اختلاف بھی تھے، خاتم النبیّین کے مسئلہ پر بھی اختلاف تھا۔ مَیں یہ اصرار کے ساتھ گزارش کرتا ہوں کہ اختلاف کی تاریخ کو آپ اٹھا کر دیکھ لیجئے جس وقت جماعت قادیان اور جماعت لاہور کا اختلاف ہوا ہے، اُس وقت کہیں ختم نبوت کا کوئی سوال نہیں اٹھایا گیا، عقائد کی اور کوئی بحث نہیں اٹھائی گئی، یہ سب بعد کی باتیں ہیں۔ بنیادی فرق صرف یہی تھا کہ کیا خلافت کا نظام جماعت میں جاری رہے گا جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی صورت میں جاری ہو چکا تھا، یا اسے تبدیل کیا جائے۔

پس جماعت احمدیہ قادیان نے کچھ تبدیل نہیں کیا۔ جماعت احمدیہ قادیان اُسی عقیدہ پر قائم رہی جس عقیدہ کی رُو سے خلیفۂ اوّل کا انتخاب ہوا۔ جماعت احمدیہ قادیان نے مرکز کو بھی نہیں چھوڑا، اُسی مرکز پر قائم رہی۔ پس ہمارا یہ مؤقف ہے اور اپنے بھائیوں کو ہم سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں اور خصوصاً وہ احمدی چھوٹے بچے جو یہاں پیدا ہوئے اُن کو مَیں سمجھا رہا ہوں کہ کیوں یہ اختلاف ہوئے، اور ہمارا کیا مؤقف تھا؟ کیا آج تک مؤقف ہے؟۔

پس ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ روحانی سلسلے اُسی طرح چلائے جاتے ہیں جیسے انبیاء کے بعد روحانی سلسلے چلتے ہیں۔ اور وہی سلسلے ہیں جو ہمیشہ دنیا میں کامیاب ہوتے ہیں۔ وہی سُنّت ہے جس میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرماتا ہے۔ انجمنوں کے ذریعہ روحانی جماعتوں کے نظام نہیں چلا کرتے، بلکہ اس سے اختلافات پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں اور ترقی کی بجائے جماعتیں تنزّل کرنا شروع کر دیتی ہیں۔

دوسری بات جو ختمِ نبوّت کے متعلق اٹھائی جاتی ہے وہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے اس لئے مَیں اب مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر بھی کچھ روشنی ڈالوں۔ یہ خصوصیت کے ساتھ یاد رکھنے کی بات ہے کہ درحقیقت جماعت احمدیہ لاہور ہو، یا جماعت احمدیہ قادیان یا دوسرے سُنّی مسلمان ہوں، ہمارے درمیان یہ بحث ہرگز نہیں کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خاتم النبیّین تھے یا نہیں تھے۔ قادیانی احمدی ہوں یا لاہوری احمدی ہوں یا سنّی مسلمان ہوں یا شیعہ مسلمان ہوں تمام مسلمانوں کا متّفق علیہ عقیدہ ہے کہ آیت خاتم النبیّین قرآن کریم کی ایک اہم آیت ہے۔ اس کے انکار سے انسان مسلمان ہی نہیں رہتا۔ یہ تو ایک بہت اہم اور عظیم الشان آیت ہے۔ اس کے علاوہ قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی آیت کے انکار سے بھی انسان حقیقتاً مسلمان بھی نہیں رہتا، خواہ وہ اپنے منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتا رہے۔ پس آیت خاتم النبیّین میں جو ارشاد فرمایا گیا ہے اُس سے ہرگز کسی کو کوئی اختلاف نہیں، نہ اس سے اختلاف کا کسی مسلمان کو حق ہے۔ لیکن جہاں اختلاف ہوتا ہے وہاں اس کی تشریح سے متعلق ہوتا ہے۔ اور اس میں بھی ضروری ہے کہ جو شخص کوئی تشریح پیش کرے وہ اپنی تائید میں قرآن کریم کی دوسری آیات پیش کرے، اپنی تائید میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات پیش کرے، ورنہ دنیا میں فتنے پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہر آدمی کہہ سکتا ہے کہ مَیں اس آیت کی یہ تشریح کرتا ہوں، میرا حق ہے مَیں جو چاہے تشریح کروں۔ ہرگز ایسا حق ہر شخص کو نہیں دیا جا سکتا۔ اور جماعت احمدیہ قادیان اس رنگ میں آیت خاتم النبیّین کی تشریح کی نہ اجازت دیتی ہے، نہ خود کرتی ہے کہ ہم جو چاہیں اس کے معنی کر لیں۔ اس سے تو دنیا میں کفر پھیلے گا۔ اس سے تو دنیا میں گمراہی پھیلے گی۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کی جو تشریح سمجھی، ہم قرآن سے اس کی تائید پیش کرتے ہیں اور ہم حدیث نبوی سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

علیٰ آلہ وسلم کے ارشادات سے اپنے مؤقف کی تائید پیش کرتے ہیں۔اگر کسی کو سمجھ آجائے تو بہت بہتر، اگر نہ سمجھ آئے تو کم سے کم ہم پر کفر کا فتویٰ لگانے کا اُس کو کوئی حق نہیں ہے۔ کیونکہ ہم قرآن کی مَن مانی تشریح نہیں کرتے ، بلکہ قرآن کی روشنی میں اور حدیث کی روشنی میں ایک مؤقف پیش کرتے ہیں جو ہمیں سمجھ آیا۔

لیکن یہ مسئلے بڑے تفصیلی اور اُلجھے ہوئے ہیں۔ آج کے بچے اور آج کے نوجوان بلکہ آج کے بوڑھے بھی اس تفصیل سے اس مسئلے کو نہ سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، نہ اتنا وقت ہے کہ تفصیل سے اس پر روشنی ڈالوں ۔ اس سے پہلے ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر مَیں نے اس موضوع پر تقریر کی جو کتابی صورت میں اُردو میں بھی چھپ چکی ہے عربی، انگریزی اور دوسری زبانوں میں بھی اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔اگر کسی دوست کو دلچسپی ہو تو وہ ہمارے مبلغ جو سرینام میں رہتے ہیں اُن کی معرفت یا براہ راست لنڈن، ربوہ یا اور جگہ جماعتوں کو خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔مَیں مختصر آسان رنگ میں اب آپ کو یہ بات سمجھاؤں گا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلے پر اگر غور سے دیکھیں تو احمدیوں میں خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی اور سُنّیوں میں اختلاف ہی کوئی نہیں ہے اور یہ ایک فرضی قصہ بنایا گیا ہے۔اختلاف صرف اس بات پر ہے کہ امام مہدی اور مسیح موعود کا منصب کیا ہو گا۔ہمارے درمیان یعنی احمدیوں کے درمیان جو قادیانی ہوں یا لاہوری اور سنّیوں کے درمیان اگر فرق ہے تو صرف اتنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ امام مہدی اور مسیح موعود ظاہر نہیں ہوئے۔ قادیانی اور لاہوری احمدی یہ ایمان رکھتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق امام مہدی اور مسیح موعود ظاہر ہو چکے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ امام مہدی کا منصب کیا ہے؟ اور مسیح موعود کا منصب کیا ہے؟ جہانتک مسیح موعود کے منصب کا تعلق ہے وہ منصب حضرت خاتم النبیّین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آل وسلم نے خود بیان فرما دیا۔اور کسی مسلمان کا یہ حق نہیں کہ اس حدیث نبوی کو سن کر جو مَیں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اِس بات کا انکار کرے کہ مسیح موعود نَبِیُّ اللّٰہ ہوگا۔مسلم کی ایک حدیث میں جس میں مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے حضرت اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جن کے حق میں، جن کے اوپر آیت خاتم النبیّین نازل ہوئی تھی فرماتے ہیں کہ وہ نَبِیُّ اللّٰہ ہوگا۔ چار مرتبہ مسلم کی ایک حدیث میں آنے والے کے لئے نَبِیُّ اللّٰہ کے لفظ استعمال ہوئے۔(صحیح مسلم۔ کتاب الفتن واشراط الساعۃ)۔یہ بحث الگ ہے کہ کن معنوں میں ہوئے مگر جس کو محمد رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نبی کہہ کر پکاریں، کون ہے دنیا میں جو آپؐ کی غلامی کا دم بھرے اور پھر انکار کرے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔کیا حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ سے بڑھ کر کسی کو آیت خاتم النبین کے مفہوم کا علم ہے جو خود خاتم النبیّین تھے؟ کیا آپؐ کو ختم نبوت کی غیرت نہیں تھی؟ کیا آپؐ کو خدا نے نہیں سمجھایا تھا کہ خاتم النبیّین کا کیا مطلب ہے؟ پس یہ بحث گستاخی کی بحث ہے کہ مسیح موعود کو مانتے ہوئے اس کو نَبِیُّ اللّٰہ کہنا چاہیے یا نہیں کہنا چاہئے۔

اگر ہمارے آقا و مولا، تمام نبیوں کے سردار، محمدؐ رسول اللہ خاتم النبیّین نے آنے والے مسیح کو نَبِیُّ اللّٰہ کے لقب سے یاد فرمایا ہو تو ہر مُطیع، تابع فرمان کا فرض ہے کہ وہ اُنہی معنوں میں اُس کو نبی مانے جن معنوں میں محمدؐ رسول اللہ نے نبی فرمایا۔

اور عجیب بات ہے کہ جماعت احمدیہ کے اوپر خواہ وہ قادیانی ہو یا لاہوری ہو، ہمارے مخالفین یہ الزام دھرتے ہیں کہ ہم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی بنا لیا، اور یہ آیت خاتم النبین کے منافی ہے، مگر خود مانتے ہیں کہ وہ مسیح جس کے آنے کی ان کو انتظار ہے جب نازل ہوگا تو نَبِیُّ اللّٰہ کے طور پر نازل ہوگا، اور نَبِیُّ اللّٰہ ہی رہے گا۔

جب ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ اب بتائیے خاتم النبیّین کی وہ تشریح کہاں گئی جو آپ کرتے تھے؟ تو جواب یہ دیتے ہیں کہ وہ پہلے کا نبی ہے، بعد میں نہیں بنایا گیا۔ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ آیا تو بعد میں ہے، اور آنے والے ہی کو محمدؐ رسول اللہ نے نَبِیُّ اللّٰہ فرمایا۔ پس یہ بحث بچوں والی بحث ہے کہ پہلے بنا تھا یا بعد میں۔ یہ بحث اصل ہے کہ ضرورت تھی کہ نہیں؟ آنے کے وقت نَبِیُّ اللّٰہ تھا یا نہیں؟ اُمّت محمدیہ سے باہر کی اُمّت کا نبی اِس اُمّت میں آتا ہے اور نَبِیُّ اللّٰہ کہلاتا ہے ۔اِس پر تمہیں کیوں اعتراض نہیں ؟ تو جواب یہ دیتے ہیں کہ وہ اُمّتی نبی بن چکا ہوگا۔اور یہی اس مسئلے کا حل ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اُمّتی نبی کا ہونا آیت خاتم النبیّین کے منافی، اس کے مخالف نہیں ہے۔ اور خصوصاً لاہور کی جماعت کو مَیں بڑی عاجزی سے یہ توجہ دلاتا ہوں کہ آپ تو مسیح موعود کے آنے کے قائل ہو چکے، آپ تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسیح موعود دنیا میں آچکا ہے ، پھر اس مسیح موعود کو جس کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِیُّ اللّٰہ کہتے ہیں آپ کو کیا حق ہے کہ اس کو نَبِیُّ اللّٰہ کہنے سے انکار کر دیں۔

اب رہا امام مہدی کا مسئلہ۔اگر دیانتداری سے غور کریں تو سنّی بھی امام مہدی کا منصب حقیقت میں نَبِیُّ اللّٰہ ہی کا مانتے ہیں۔اس کی دلیل یہ ہے کہ امام بعض تو ایسے ہیں جن کو ہم بناتے ہیں۔ان کی تو کوئی حقیقت نہیں۔ایک امام وہ ہے جس کو خدا خود بناتا ہے اور وہ امام ہے جو حقیقت میں سچّا امام ہے۔اور اگر خدا کسی کو امام بنائے تو اس کے انکار کی اجازت نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام سُنّی اور شیعہ اور احمدی، ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ امام مہدی کو خدا نے امام بنانا تھا اور خود امام بنانا تھا، اس کا الیکشن نہیں ہونا تھا۔اور جس کو خدا امام بنا دے اس کے انکار کی اجازت نہیں دیتا۔

پس اب آپ غور فرمائیے کہ کیا غیر نبی کے متعلق بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسے خدا نے امام بنایا۔ایک نبی ہی ہے جس پر یہ دونوں تعریفیں صادق آتی ہیں۔ خدا خود نبی بناتا ہے، نبی کو امام بناتا ہے اور اس کے انکار کی اجازت نہیں دیتا۔اس پر ایمان لانا فرض قرار دے دیتا ہے۔ اور تمام سُنّی یہ مانتے ہیں کہ جب امام مہدی تشریف لائیں گے، جو ان کے نزدیک نہیں آئے ،تو کہتے ہیں جب امام مہدی تشریف لائیں گے تو اس پر ایمان لانا ضروری ہوگا اور وہ خدا کا بنایا ہوا امام ہوگا۔تو ہم یہ کہتے ہیں کہ پھر کان کو سیدھے ہاتھ سے کیوں نہیں پکڑتے؟ چکّر لگا کے کیوں پکڑتے ہیں؟ تقویٰ کی بات کریں، قولِ سدید سے کام لیں۔تعریف تو آپ نے نبوّت کی کر دی۔امام مہدی کے اندر نبیوں والی خصلت تسلیم کر بیٹھے اور پھر اس کو نبی کہنے سے کتراتے ہیں۔ کیوں کتراتے ہیں جب صفات موجود ہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ اُمّتی نبی آنا مقدر ہے۔

اب ایک اور بات مَیں آپ کو سمجھاتا چلوں کہ جماعت لاہور کے بعض ممبران جن سے میری گفتگو ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ درحقیقت یہ بات ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد ایک اور نبی آجائے۔مَیں ان سے کہتا ہوں اس بحث میں نہ پڑیں۔امام مہدی اور مسیح موعود کا آنا تو مقدر ہے یا نہیں؟ صرف یہ بحث کریں کہ جو امام مہدی آئے گا اس کا منصب خود آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اور مسیح موعود کا منصب آپؐ کے ارشادات کے مطابق کیا ہے؟ اگر وہ اُمّتی نبی کا منصب ہے تو اسے ماننا پڑے گا۔

دوسرے مَیں اُن کو ادب کے ساتھ یہ توجہ دلاتا ہوں کہ ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ پہلے مجدّد دین کو کیوں امام مہدی نہیں کہا گیا؟ آپ کہتے ہیں مرزا صاحب بھی ایک مجدّد ہیں، اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔تو پہلے مجدّدوں کو آپ مسیح موعود کیوں نہیں مانتے؟ پہلے مجدّدوں کو امام مہدی کیوں نہیں مانتے؟ کوئی فرق ہے تو آپ فرق کرتے ہیں۔اس لئے تقویٰ سے کام لیں۔ جو آپ کا عقیدہ ہے دنیا کے خوف سے بے پروا ہو کر سچائی سے بیان کریں۔آپ سب جانتے ہیں اور یہ ایمان رکھتے ہیں کہ گزشتہ سارے مجدّد دین میں سے ایک بھی نہ امام مہدی تھا، نہ مسیح موعود تھا۔پس جس کو مسیح موعود مان بیٹھے اس کے متعلق وہ لقب کیسے چھین سکتے ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔

ایک اور بات آپ کو سمجھانے کے لئے عرض کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو بھی منصب آپ سمجھیں، حضرت امام مہدی کا جو منصب بھی آپ سمجھیں، کم سے کم لاہوری احمدی ،قادیانی احمدیوں سے اس بات پر تو سو فیصد متفق ہیں کہ مسیح موعود سچّے تھے، جھوٹے انسان نہیں تھے۔اگر نعوذ باللہ لاہوری ان کو جھوٹا سمجھتے تو مجدد بھی نہ مانتے۔سچّا تو مانتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ پر وحی نازل فرماتا تھا۔آپ سے ہم کلام ہوتا تھا۔آپ کو سچی رؤیا دکھاتا تھا۔آپ کو سچے کشوف دکھاتا تھا۔آپ کو وہ باتیں بتاتا تھا جو غیب کی باتیں ہیں اور وہ باتیں ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہوتی رہیں۔ پس اس بات پر ہم دونوں گروہوں کا سو فیصد اتفاق ہے۔ ایک بھی احمدی ایسا نہیں جو اس سے اختلاف رکھتا ہو۔حضرت مسیح موعود سچّے تھے اور یقیناً سچّے تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ ایک سچّا اگر یہ اعلان کرے کہ خدا نے مجھے ایک بات بتائی ہے جو پوری ہوگئی اور اس طرح پوری ہوگئی، تو سچا ماننے والے کو کیا حق ہے کہ اُس سے اختلاف کرے۔

دیکھیں مَیں پہلے بھی یہ دلیل دے چکا ہوں کہ حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جب مسیح موعود کو نَبِیُّ اللّٰہ کہہ دیا اور مسلم میں یہ حدیث موجود ہے تو جو شخص بھی مسیح موعود کو وہ مسیح موعود سمجھتا ہے جس کی پیشگوئی تھی اس کو یہ حق نہیں ہے کہ نَبِیُّ اللّٰہ کا انکار کر دے۔

اُسی طرح اب مَیں مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں ایک بات آپ کو بتاتا ہوں۔آپ نے خدا سے خبر پا کر ایک مبشّر اولاد کی پیشگوئی فرمائی اور صرف یہی نہیں کہ پیشگوئی فرمائی، یہ اعلان کیا کہ اللہ نے اپنے وعدے کے مطابق وہ نیک اولاد مجھے عطا کر دی ہے ۔ایک نظم میں سے ایک دو شعر مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں، فرماتے ہیں ؎

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تُونے دی اور پھر یہ اولاد

اے میرے مولا میں تیرے فضلوں کو یاد کرتا ہوں تُو نے خوشخبری دی، اور پھر اس خوشخبری کے نتیجے میں یہ اولاد جو میرے پیدا ہو چکی ہے یہ اولاد عطا فرمائی۔اور وعدہ کیا کیا؟

کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد

یہ اعلان، خدا نے مجھ سے وعدہ کیا کہ یہ ہرگز برباد نہیں ہوں گے۔ جس طرح باغوں میں شمشاد پھولتے پھلتے اور بڑھتے ہیں اس طرح تیری آنکھوں کے سامنے تیری اولاد پھولے گی، پھلے گی۔

پھر اُن کے تقویٰ کے متعلق آپ نے کلام کیا اور دعائیں کیں کہ اے خدا مجھے اس حالت میں واپس نہ بلانا کہ میری اولاد تقویٰ پر قائم نہ ہو۔فرمایا ؎

یہ ہو مَیں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

اے خدا! جب تو مجھ واپس بلائے تو یہ توفیق دینا کہ میں اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بچوں کو متقی دیکھوں۔

آپ سچا مانتے ہیں تو یہ مانیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا۔ سچ فرمایا، اور آپ کی اولاد جیسا کہ خدا نے فرمایا تھا برباد نہیں ہوئی۔

لیکن عجیب بات ہے کہ اس کے باوجود آپ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام تر اولاد بغیر استثناء کے کلیۃً برباد ہوگئی۔ یعنی عقیدہ سے ہٹ گئے، سچائی سے ہٹ گئے، ایک نیا مسلک بنا لیا۔اور بربادی کیا ہوتی ہے۔دنیا کی بربادی تو ایک معمولی بات ہے۔اصل بربادی تو دین اور روحانیت کی بربادی ہے۔بعض غیر مبائعین، یعنی ہم انہیں غیر مبائعین کہتے ہیں جنہوں نے خلیفہ کی بیعت نہ کی ہو اور دنیا ان کو لاہوری احمدی کہتی ہے، وہ بعض دفعہ بڑی جرأت کی بات کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں دیکھو نوح کی اولاد بھی تو برباد ہوگئی تھی۔ہم کہتے ہیں نوح کی جس اولاد کی بربادی کی تم بات کرتے ہو اس کے متعلق خدا نے بتایا تھا کہ یہ برباد ہوگی ، یہ نہیں فرمایا تھا کہ یہ بچے گی اور پھر وہ برباد ہوگئی۔مَیں جس اولاد کی بات کر رہا ہوں اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ فرما رہے ہیں کہ ؎

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تُونے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد

بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

یہ بشارت، یہ خوشخبری، یہ تو میرے دل کی غذا بن گئی۔ یہ بات بالکل اَور بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا نے یہ خوشخبری دی تھی کہ اولاد برباد نہیں ہوگی۔ پھر اُس اولاد، اولاد دَر اولاد، اولاد دَر اولاد جو سینکڑوں ہزار تک پہنچ گئی، اُس میں سے ایک بھی آدمی آپ کے نزدیک ہدایت پر قائم نہیں رہا۔ سوچئے تو سہی، غور تو کریں، استغفار سے کام لیں۔ اور اگر خود ان مسائل کی سمجھ نہیں آتی تو دعا سے کام لیں۔

دیکھئے یہ زمانہ اختلافات کا زمانہ نہیں رہا۔ ہمیں آپس میں مل بیٹھ کر معاملات کو طے کرنا ہے۔ دنیا کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جارہی ہے۔ تمام دنیا کے معاشرے برباد ہورہے ہیں۔ مسلمان کہلانے والے بھی، اُن ملکوں میں جاکر دیکھئے کس گندے حال کو پہنچ چکے ہیں۔ پاکستان سے مَیں آیا ہوں، ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو پاکستان سے آئے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو ہندوستان سے آئے ہیں۔ وہاں کے مسلمانوں کا حال آپ جانتے ہیں۔ اس قدر بدحالت ہوگئی ہے کہ جھوٹ، رشوت، بدکاری، ظلم وستم، بچوں پر ظلم، بیواؤں پر ظلم، یتیموں کا مال کھانا، عدالتوں میں جھوٹی گواہیاں دینا روزمرّہ کا دستور بن گیا ہے۔ اس حال کو اسلام پہنچ رہا ہے، اختلاف بڑھ رہے ہیں۔ غیر قومیں مسلمانوں پر ظلم کررہی ہیں۔ غیر قومیں مسلمانوں کو دنیا کے سامنے جاہل، بے وقوف اور اکھّڑ، ایسے لوگوں کے طور پر پیش کرتی ہے جن کا مسلک ہی یہ ہے کہ کوئی بات نہ مانے تو تلوار اٹھاؤ اور قتل کردو۔ کوئی بات نہ مانے تو ان کے جہاز اڑادو خواہ اس میں کتنے معصوم مارے جائیں۔ یہ نقشے دنیا میں مسلمانوں کے بنائے جارہے ہیں۔ یہ وقت اختلافات کا وقت تو نہیں ہے۔ یہ وقت اکٹھے ہونے کا وقت ہے، اسلام کی خاطر، خدا کی خاطر، دنیا کی بھلائی کی خاطر، دنیا کو ہلاکت سے نجات دینے کی خاطر۔

مَیں آپ کو کلام اللہ کے پیغام کے ساتھ یہ دعوت دیتا ہوں کہ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ (آل عمران:65) اے ہمارے بھائیو اُس ایک کلمہ کی طرف لوٹ آؤ جو ہم دونوں کے درمیان واحد ہے، ہم دونوں کے درمیان مشترک ہے۔ آپ بھی مسیح موعود کو سچّا مانتے ہیں۔ ہم بھی مسیح موعود کو سچّا مانتے ہیں۔ ہم دونوں اس بات پر اتفاق کرجائیں کہ آپ وہ امام تھے جس کے آنے کی خبر حضرت محمدؐ رسول اللہ نے عطا فرمائی تھی۔ پس آپ کو جس جس نام سے محمدؐ رسول اللہ نے یاد فرمایا، ہم اس نام سے انکار کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ ہمیں لازم ہے کہ ہم اس حیثیت سے آپ کو امام قبول کریں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ غیر احمدی مسلمان بھی جن کو آپ سُنّی یا شیعہ مسلمان کے طور پر جانتے ہیں وہ بھی درحقیقت مسیح موعود کو نبیُ اللّٰہ ہی مانتے ہیں۔ وہ بھی درحقیقت امام مہدی کو وہی مقام دیتے ہیں جو مَیں دے رہا ہوں یا مَیں سمجھ رہا ہوں۔ جو آپ کو سمجھ میں آجانا چاہیے کہ خدا کا بنایا ہوا امام ہی دراصل نبی ہوتا ہے۔ اگر وہ شریعت نہ لے کے آئے، اگر وہ ایک پہلے کی شریعت پر ہو، اور صرف یہی نہیں اِس سے بڑھ کر جو محمدؐ رسول اللہ کی شریعت کا بھی غلام ہو اور آپؐ کے ہر ہر لفظ کا، آپؐ کی سنّت کا، آپؐ کی حدیث کا غلام ہو۔ ایسا تابع فرمان، ایسا اُمّتی نبی حضرت محمدؐ رسول اللہ خاتم النبیّین کی اُمّت میں آسکتا ہے۔ اور یہ آیت خاتم النبیّین کے منافی نہیں، بلکہ قرآن کریم کی ایک دوسری آیت کے عین مطابق ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا کہ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا (النساء:70-71) کہ دیکھو محمد رسول اللہ کا مقام کتنا بڑا ہے کہ آج خدا یہ اعلان کرتا ہے کہ جو اللہ اور اِس رسول کی اطاعت کرے گا اب سارے انعام اُسی کو ملیں گے۔ اور جو محمدؐ رسول اللہ کا سچا غلام ہوگا وہ اپنی غلامی کے مرتبے کے مطابق کیا کیا انعام پاسکتا ہے؟ یہ آیت اُن انعامات کو گنواتی ہے۔ پہلا انعام ہے مِنَ النَّبِیّٖنَ۔ پھر فرمایا وَالصِّدِّیْقِیْنَ۔ وہ نبیوں میں سے ہوگا۔ وہ صدیقوں میں سے ہوگا۔ وہ شہیدوں میں سے ہوگا۔ وہ صالحین میں سے ہوگا۔ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔ پس قرآن تو فرماتا ہے کہ اُمّتی نبی تابع فرمان نبی کے آنے کی گنجائش ہے، اور صدیق اور صالح اور شہید بھی اُمّتی ہی ہوں گے، اُمّت سے باہر کوئی انعام باقی نہیں رہا۔ پس مَیں اِسی کی طرف آپ کو بلاتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ میرے پیغام کو جو سچے جذبے سے ہے قبول فرمائیں۔ اگر نہیں تو دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مل بیٹھنے کی توفیق بخشے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بقیہ: جلسہ سالانہ ماریشس از صفحہ 17

❁ جلسہ کے دوسرے روز کا پہلا اجلاس مکرم شمس وارث علی صاحب کی صدارت میں صبح دس بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد پہلی تقریر نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن مکرم حنیف مستن صاحب نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ''قرآنی تعلیم کی خوبیاں''۔

10 بجکر 50 منٹ پر اس اجلاس کی دوسری تقریر صدر خدام الاحمدیہ مکرم نسیم تیجو صاحب نے کی جس کا عنوان تھا: ''نوجوانی کے سال اچھی عادات کی بنیاد کے لئے بہترین وقت''۔ اس اجلاس کی آخری تقریر ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہترین نمونہ'' کے عنوان سے صدر انصار اللہ مکرم مختار دین تیجو صاحب نے کی۔ اس کے ساتھ ہی دوسرے روز کے پہلے اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی اور کھانے کا وقفہ ہوا۔

❁ ایک بجے بعد دوپہر نمازِ ظہر اور عصر ادا کرنے کے بعد مکرم شاہد قدیر صاحب کی صدارت میں دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مکرم مبارک بدّھن صاحب نے کی۔ جس میں آپ نے حاضرین جلسہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں محبت سے بھرے ہوئے اشعار اور اقتباسات پڑھ کر سُنائے۔ اس کے بعد مکرم معیز سوقیا صاحب نے ''الصّلوۃ معراج المومن'' کے عنوان پر تقریر کی۔ اس تقریر کے ساتھ ہی اس اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

خصوصی اجلاس

ساڑھے تین بجے شام غیر از جماعت مہمانوں کے لئے خصوصی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ کے بعد نیشنل سیکرٹری جنرل مکرم حفیظ سوقیا صاحب نے جلسہ کے مقاصد پر مختصر تقریر کی۔ ایک نظم کے بعد جماعت ماریشس کے نیشنل سیکرٹری امورخارجہ مکرم مبارک بدھن صاحب نے مہمانوں کا تعارف کروایا اور منسٹر Suren Dayal کو حاضرین جلسہ سے خطاب کی دعوت دی۔ جناب منسٹر صاحب نے کہا کہ میں بڑا خوش قسمت ہوں جس کو آپ جیسے لوگ ملے ہیں۔ مَیں نے آپ سے بہت سیکھا ہے۔

اس کے بعد اسی سال منتخب ہونے والے نئے صدر مملکت ماریشس M. Kailash Purryag نے حاضرین جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں اس سے قبل سپیکر اسمبلی کی حیثیت سے بھی آپ کے جلسہ میں شرکت کرچکا ہوں۔ میں جلسہ منعقد کرنے پر آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ ماریشس ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے جہاں سب مذاہب آزادی سے زندگی گزار رہے ہیں۔ ہمیں اس پُرامن ماحول کی حفاظت کرنی چاہیے۔ بعض ممالک میں لوگ مذہب کے نام پر لڑ رہے ہیں۔ ہمیں مذہب کو تقسیم کرنے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔ ہماری آنے والی نسلیں ہمیں دیکھیں گی کہ کس طرح ہم نے اس ماحول کی حفاظت کی۔ ہمیں اپنے بچوں کو بہترین تعلیم دینی چاہیے۔ یہ جلسہ بچوں کی تربیت کا بہترین موقع ہے۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے خطاب کرتے آزادی صحافت کے نام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے والے ظالمانہ حملوں کی مذمت کرتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حسین نمونوں کا ذکر کیا۔ مکرم امیر صاحب نے سب مہمانوں کا جلسہ میں شرکت پر شکریہ ادا کیا۔

اس اجلاس کے آخر پر مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی جس کے بعد مہمانوں کو چائے پیش کی گئی۔

تیسرا روز

21 اکتوبر 2012 بروز اتوار جلسہ کے تیسرے اور آخری روز کا آغاز بھی مسجد دارالسلام روز ہل میں باجماعت نمازِ تہجد اور نمازِ فجر سے ہوا جس کے بعد قرآن کریم کا درس دیا گیا۔

❁ صبح 9 بجکر 30 منٹ پر جلسہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز امیر صاحب ماریشس مکرم موسیٰ تیجو صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد کموروز جزائر کی جماعت سے تشریف لائے نمائندہ مکرم نبیل جعفر صاحب نے اپنی جماعت کی طرف سے پیغام پڑھ کر سنایا۔ اسی طرح USA سے تشریف لائے مکرم ڈاکٹر امتیاز چوہدری صاحب نے حاضرین جلسہ سے مختصر خطاب کیا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم محمد امین جواھر صاحب نے ''خلافت احمدیہ'' کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر خاکسار (بشارت نوید) نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں حقیقی احمدی'' کے موضوع پر کی۔ اس کے بعد تعلیمی میدان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء میں ایوارڈ اور اسناد پیش کی گئیں۔

اس کے بعد امیر صاحب ماریشس مکرم موسیٰ تیجو صاحب نے حاضرین جلسہ سے اختتامی خطاب کیا۔ آپ نے اُن تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے کسی بھی طرح اس جلسہ کے انعقاد میں تعاون کیا۔

آپ نے دورانِ سال جماعت ماریشس پر ہونے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا بھی ذکر کیا اور آخر پر عباد الرحمٰن کی صفات بیان کیں اور سب احمدی احباب کو انہیں اپنانے کی طرف توجہ دلائی۔ دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

الحمدللہ اس جلسہ میں تقریباً 2500 سے زائد افراد نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ جماعت ماریشس کی ویب سائٹ پر ویب سٹریم کے ذریعہ بھی دنیا بھر میں یہ جلسہ براہ راست دیکھا اور سنا گیا۔ دنیا بھر میں بسنے والے ماریشین احمدی مردوزن نے اس جلسہ کو اس سہولت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے بڑی دلچسپی سے دیکھا اور سنا اور اپنے پیغامات بھجوائے۔ ملکی ٹی وی اور اخبارات نے بھی اس جلسہ کو بھرپور کوریج دی۔

جلسہ کے اختتام پر کارکنان نے بڑی مستعدی اور محنت کے ساتھ جلسہ کے سامان کو سمیٹا۔ دعا ہے اللہ سب کی خدمت اور محنت قبول فرمائے، ہمیشہ اسی لگن اور محنت کے ساتھ جلسہ جات کے انعقاد کی توفیق دیتا رہے اور اس کے ذریعہ ہمارے ایمانوں کو تقویت عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ العنکبوت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''آج سب سے بڑی مصیبت سچ کی اشاعت میں یہی ہے کہ لوگ قوم اور ملک کی رسوم کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ یورپ میں سے لاکھوں آدمی ایسے ہیں جن کے دلوں پر اسلام کی سچائی نے اثر کرلیا ہے مگر وہ ملک کی اور قوم کی رسوم کا مقابلہ کرنے اور اپنے ہمسائیوں کے تمسخر سے گھبراتے ہیں۔ اگر وہ دلیر ہوجائیں تو نہ صرف اُن کو سچائی قبول کرنے کا موقعہ ملے بلکہ ان کو دیکھ کر ہزاروں اور آدمی آگے آجائیں اور سچائی دنوں میں اتنی پھیل جائے جو پچھلی صدیوں میں نہیں پھیلی تھی۔ کیونکہ اس زمانہ کی تمام خرابیوں کے باوجود اس میں اتنی خوبی موجود ہے کہ علوم کے خزانے باہر آگئے ہیں اور ہر علم کے متعلق اتنی کتابیں موجود ہیں کہ انسان آسانی سے ان علوم کو حاصل کرسکتا ہے۔ یہ بات پہلے لوگوں کو میسّر نہ تھی۔ پس مبارک ہے وہ جو اس سامان سے فائدہ اٹھاتا ہے اور سچے مذہب کے قائم کرنے میں اپنی نیک مثال سے مدد دیتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضل اُس پر نازل ہوں گے اور آنے والی نسلیں اُن کو دعائیں دیں گی۔ ہم انتظار کررہے ہیں کہ یورپ اور امریکہ میں سے کون کون سے لوگ اِس مقام کو حاصل کرتے ہیں''۔

(تفسیر کبیر جلد ہفتم (سورۃ العنکبوت) صفحہ 596)

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

جماعت احمدیہ اٹلی کے چھٹے جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

✿ خلافت احمدیہ کے استحکام کے لئے ضروری ہے کہ ہر احمدی اپنی نمازوں کی طرف توجہ دے۔

✿ آجکل بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر حملے ہورہے ہیں۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ ایک تو وہ کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے اور دوسرے ان حملوں کا دفاع کرنے کی کوشش کرے۔

——— (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا جلسہ کے موقع پر خصوصی پیغام)

مختلف علمی و تربیتی موضوعات پر علماء سلسلہ کی تقاریر

رپورٹ: رانا نصیر احمد

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ جماعت احمدیہ اٹلی کو 13 اور 14, اکتوبر 2012ء کو اپنا چھٹا جلسہ سالانہ اپنے مشن ہاؤس بیت التوحید میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ

مشن ہاؤس کی زمین پر دو بڑے پنڈالز برائے مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہ کے ساتھ حسب ضرورت کئی چھوٹے پنڈال بھی لگائے گئے تھے اور یوں پنڈالوں کا ایک چھوٹا سا شہر آباد تھا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہ کے لیے پنڈال مقامی میونسپلٹی نے فراہم کئے تھے۔

یہ جلسہ سالانہ جون 2012ء میں منعقد ہونا تھا۔ لیکن اٹلی میں زلزلہ آنے کی وجہ سے اسے اکتوبر تک ملتوی کرنا پڑا۔ 13 اکتوبر بروز ہفتہ صبح 10:45 پر پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ جماعت احمدیہ کا پرچم یوکے سے تشریف لانے والے حضورِ انور ایدہ اللہ کے نمائندہ خصوصی مکرم طاہر ندیم صاحب نے لہرایا جبکہ جماعت احمدیہ اٹلی کے نیشنل صدر مکرم عبدالفاطر ملک صاحب نے اٹلی کا پرچم لہرایا۔

جلسہ سالانہ کا باقاعدہ آغاز پروگرام کے مطابق عین 11:15 پر تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد نیشنل صدر صاحب نے حضورِ انور کا پیغام پڑھ کر سنایا جو حضورِ انور نے ازراہ شفقت اٹلی کے جلسہ سالانہ پر احبابِ جماعت اٹلی کے لئے ارسال کیا تھا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام

''پیارے احباب جماعت احمدیہ اٹلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ اٹلی کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب و کامران کرے اور اس کی روحانی برکات سے پوری طرح فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس موقع پر میں آپ کو نہایت بنیادی اور اہم امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ ہے قیامِ صلوٰۃ۔ یعنی نماز پر قائم ہونا۔ قرآنِ کریم میں آیت استخلاف میں خلافت کی برکات کا تمام پہلوؤں سے جامع و مانع انداز میں ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا۔ یعنی خلافت کے سایے تلے پناہ لینے والے ہر قسم کے شرک سے پاک ہو کر صرف اور صرف میری ہی عبادت کرنے والے ہوں گے۔ نیز یہ حکم بھی فرمایا کہ اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا یہ فرض ہے کہ خلافت کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے نمازوں پر کاربند رہو اور خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی دو اور اس طرح اللہ کے رسول کی اطاعت کرو۔ یہ خدا تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد اُس نے جماعت احمدیہ کو خلافت کی نعمت سے نوازا ہے۔ پس خلافت احمدیہ کے استحکام کے لئے ضروری ہے کہ ہر احمدی اپنی نمازوں کی طرف توجہ دے تاکہ وہ انقلاب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہے جس کے نتیجہ میں دنیا کی اکثریت نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہونا ہے وہ عمل میں آئے پس ہر احمدی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھے اور اپنی نمازوں کی حفاظت، اپنی اولاد کی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دے تاکہ ہم جلد دنیا پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہراتا ہوا دیکھیں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق۔ حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 107 تا 108۔ ایڈیشن 2003ء)

پس آپ اپنی نمازوں کے قیام کی طرف توجہ دیں۔ اپنے بیوی بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔ یہ بنیادی چیز ہے۔ بنیادی حکم ہے اور یہی پیدائش کا مقصد ہے۔ اگر آپ اس کا حق ادا نہیں کر رہے تو پھر آپ جماعت کے حق کس طرح ادا کر سکتے ہیں۔ اس لئے اپنے جائزے لیں۔ جب نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی ہوگی تو آپ کے تقویٰ کے معیار بڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے اور ہر احمدی کا دل گداز ہو کر آستانہ الوہیت پر گر جائے۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی کی نماز اس کی ذات پر اور اس کے خاندان پر بھی انعامات لانے والی ہو۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ آجکل بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر حملے ہو رہے ہیں۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ ایک تو وہ کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے اور دوسرے ان حملوں کا دفاع کرنے کی کوشش کرے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اعلیٰ سیرت کے پہلوؤں کو دنیا میں اجاگر کرے۔ مَیں نے اس سے پہلے بھی دنیا کی تمام جماعتوں اور احمدیوں کو توجہ دلائی تھی اور اس موضوع پر خطبات دیئے تھے۔ میرے ان خطبات کی کثرت سے اشاعت کریں۔ اخبارات میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مضامین لکھیں۔ آپؐ کے پاک نمونے دنیا کے سامنے پیش کریں۔ ''لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)'' کے تراجم اپنے ملک کی زبان میں شائع کر کے مقامی لوگوں تک پہنچائیں اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

والسلام۔ خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس''

✿ حضورِ انور کے پیغام کے بعد مکرم صداقت احمد مربی سلسلہ جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ و نمائندہ خصوصی حضور انور (حضورِ انور نے مکرم صداقت احمد صاحب اور مکرم طاہر ندیم صاحب دونوں کو اپنا نمائندہ خصوصی مقرر کیا تھا) نے افتتاحی تقریر کی اور دعا کروائی۔ مکرم صداقت احمد صاحب نے افتتاحی اجلاس کی صدارت بھی کی۔

✿ دوپہر 2:30 بجے، پہلے دن کا دوسرا اجلاس نیشنل صدر صاحب مکرم عبدالفاطر ملک صاحب نیشنل صدر کی زیرِ صدارت تلاوتِ قرآنِ پاک سے شروع ہوا۔ نظم کے بعد مکرم عطاء الواسع طارق صاحب مربی سلسلہ جماعت احمدیہ اٹلی نے ''بیعت امام الزمان اتحاد کا واحد ذریعہ'' کے عنوان پر تقریر کی۔ نیشنل صدر صاحب نے ''موجودہ عالمی معاشی بحران میں ایک احمدی کی ذمہ داریاں'' اور خاکسار رانا نصیر احمد نیشنل سیکرٹری تعلیم و تربیت نے ''عائلی زندگی میں میاں بیوی کے حقوق و فرائض'' کے عنوانات پر تقریریں کیں۔ عرب نومبائعین احباب نے مل کر ترنم کے ساتھ قصیدہ پڑھا۔ اس سیشن کے بعد شام کو مجلس سوال و جواب کا انتظام کیا گیا تھا جس کے لئے تین زبانوں یعنی عربی، اردو، انگلش کے الگ الگ گروپ بنائے گئے تھے۔

دوسرا دن:

14 اکتوبر بروز اتوار نمازِ تہجد، نماز فجر اور درسِ قرآنِ کریم سے دن کا آغاز ہوا۔

دوسرے دن کے پہلے اجلاس کا آغاز زیرِ صدارت مکرم عطاء الواسع طارق صاحب مربی سلسلہ جماعت احمدیہ اٹلی تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد مکرم نصر عامری صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن نے ''اسلامی تعلیمات کی روشنی میں آپس میں تعلقات کو مضبوط کرنا''، مکرم بشیر الدین طوماسی صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے ''تبلیغ اقوامِ عالم اور ہماری ذمہ داریاں'' اور مکرم شاہد خلیل صاحب نے ''توحید باری تعالیٰ'' کے عنوانات پر تقریریں کیں۔ بعد ازاں گھانین دوستوں نے اپنے مخصوص انداز میں ترانہ پڑھا اور عرب دوستوں میں سے مکرم عباس عادل صاحب (نومبائع) نے اپنے تاثرات بیان کئے کہ میں نے احمدیت میں آ کر کیا پایا۔ تأثرات کے سلسلہ میں نومبائعین کی ایک وڈیو بھی دکھائی گئی۔

لجنہ سیشن:

14 اکتوبر بروز اتوار صبح لجنہ پنڈال میں لجنہ کا ایک الگ اجلاس ہوا جس کی صدارت صدر لجنہ اماء اللہ اٹلی محترمہ ثمینہ ملک صاحبہ نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد محترمہ ثمینہ ملک صاحبہ نے پانچ بنیادی اخلاق، محترمہ سکینہ طوماسی صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریاں اور شمس النہر صاحبہ نے مالی قربانیوں کی اہمیت کے عنوانات پر تقریریں کیں۔ دو نئی احمدی بہنوں نے بہت جذباتی اور پیارے انداز میں احمدیت کی جانب میرا سفر کے عنوان کے تحت اپنے تاثرات بیان کئے۔ ناصرات الاحمدیہ نے مل کر بہت پیاری نظمیں پڑھیں اور گھانین لجنہ نے مل کر اپنے مخصوص انداز میں لا الہ الا اللّٰہ پڑھا۔

اجلاسات کے وقفوں کے دوران بک سٹال اور چھوٹے سے بازار نے کافی توجہ حاصل کی۔

اختتامی اجلاس:

جلسہ سالانہ کا اختتامی اجلاس زیرِ صدارت مکرم طاہر ندیم صاحب نمائندہ خصوصی حضورِ انور تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ نظم کے بعد مکرم نیشنل صدر صاحب نے لوکل کونسل کے میئر سمیت کچھ اور میئر اور سیاست دانوں کے خیرسگالی کے پیغامات پڑھ کر سنائے۔ مکرم طاہر ندیم صاحب نے اختتامی تقریر کی اور دعا کروائی۔ اپنی تقریر میں انہوں نے دیگر مذاہب کے بارے میں اسلامی تعلیم امن عالم کے لئے جماعت احمدیہ کے کردار کے حوالہ سے بات کی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بنائی گئی ایک گستاخانہ فلم کے حوالہ سے، اسلام کی صحیح تعلیم اور اس کی روشنی میں جماعت احمدیہ کا مؤقف واضح کیا۔ اور اس طرف توجہ دلائی کہ اسلام کی تعلیم کو صحیح طور پر سمجھنا اور آگے بڑھانا ہمارا فرض ہے۔

اس جلسہ میں اللہ کے فضل سے دو عرب دوستوں نے بیعت کا اعلان کرنے کی سعادت حاصل کی۔ الحمدللہ

جلسہ سالانہ کی تمام کارروائی کا اٹالین، اردو، انگلش، عربی اور گھانین زبانوں میں ترجمہ ہوتا رہا۔ اٹالین زبان کا رواں ترجمہ اسٹیج پر ساتھ ساتھ ہی ہوتا رہا۔ جلسہ سالانہ میں کل حاضری اللہ تعالیٰ کے فضل سے 297 رہی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت پر اپنے فضلوں کی بارش نازل فرماتا رہے اور مزید ترقیات سے نوازتا رہے۔

جائیداد برائے فروخت

ربوہ کے بالکل وسطی علاقہ بالمقابل ایوان محمود، جائیداد (مکان اور دکانیں) برائے فروخت ہے۔ (ڈیلر حضرات سے معذرت)

رابطہ: انس احمد۔ حال لندن

فون: +44-7917275766

جماعت احمدیہ ماریشس کے جلسہ سالانہ 2012ء کا کامیاب انعقاد

جلسہ سالانہ کے لئے حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا اہم نصائح پر مشتمل خصوصی پیغام۔

ماریشس کے نئے منتخب صدرمملکت، وزراء، ممبرانِ پارلیمنٹ اور متعدد مذہبی وسماجی شخصیات کی شرکت۔

مختلف موضوعات پرٹھوس علمی وتربیتی تقاریر۔ملکی ٹی وی اوراخبارات میں جلسہ کی کوریج۔

رپورٹ: بشارت نوید مبلغ سلسلہ

الحمدللہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ ماریشس کو مورخہ 19 تا 21 اکتوبر 2012 بروز جمعہ، ہفتہ اوراتوار 51ویں جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد کی توفیق ملی۔گذشتہ چندسالوں سے جلسہ سالانہ ماریشس Mauritius Freeport Exhibition Centre کے وسیع وعریض ایئرکنڈیشنڈ ہال میں منعقد کیا جارہاہے۔

مکرم شمس وارث علی صاحب نے افسر جلسہ سالانہ کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے تمام ناظمین اورکارکنان جلسہ کے ساتھ میٹنگ کی اور بھرپور جوش اورولولہ کے ساتھ کام کا آغاز کیا۔

18 اکتوبر بروز جمعرات شام 6 بجے امیرصاحب جماعت ماریشس مکرم موسیٰ تیجو صاحب نے حسبِ روایات جلسہ سالانہ کے انتظامات کی تیاری کا معائنہ کیا۔تفصیلی معائنہ کے بعدایک تقریب میں بعد تلاوت اورنظم کارکنانِ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے جلسہ سالانہ کی اہمیت اور کارکنان کواُن کی ذمہ داریوں کواحسن رنگ میں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

پہلا روز

ایک بجے بعد دوپہر مکرم امیر صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی جس میں حضور انور ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 12/اکتوبر کا خلاصہ پیش کیا۔اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے حضور انور کا اس جلسہ کے لئے خاص طور پر بھجوایا ہوا پیغام پڑھ کرسنایا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

جلسہ کے موقع پر حضورانور ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام

(اُردو ترجمہ)

’’پیارے ممبران جماعت ماریشس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بڑی خوشی ہے کہ آپ کو اپنا جلسہ سالانہ 19 تا 20 اکتوبر 2012 منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بابرکت اور کامیاب کرے اورسب حاضرین اس بابرکت اجتماع سے بے شمار روحانی برکات حاصل کرنے والے ہوں۔

اس بات کو ہمیشہ ذہن نشین رکھیں کہ جلسہ کے دوران کسی قسم کی بے معنی گفتگو نہ ہو بلکہ ہمیشہ دعاؤں اور استغفار میں مصروف رہیں۔جماعت کے صاحب علم مقررین کی تقاریر کو غور سے سُنیں۔اپنے دینی علم کو بڑھائیں اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرتے ہوئے اچھے احمدی مسلمان بنیں۔

بطور احمدی آپ سے توقع کی جاتی ہے کہ آپ نیکی، ایمانداری اور بھائی چارے کی بہترین مثال بنیں۔اللہ تعالیٰ کے احکام کی مکمل پیروی کریں اور اُنہیں معمولی خیال نہ کریں۔بلکہ ہر حکم کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور اپنے عمل سے اس کا ثبوت دیں۔اپنے رویہ اور عمل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم توقعات کو ضائع نہ ہونے دیں۔اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مُریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی اُن کے نزدیک نہ آسکے۔وہ پنجوقت نماز جماعت کے پابند ہوں۔وہ جھوٹ نہ بولیں۔وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر اُن کے وجود میں نہ رہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد3 صفحہ 46,47)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود ایک جماعت تیار کر رہا ہے جو قرآن کو قبول کرے گی۔وہ اُن سے ہر گندگی دُور کرے گا اور پاک لوگوں کی ایک جماعت تیار کرے گا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ تمام احکامات کی پیروی کریں ایسا نہ ہو ہم کسی کے لئے ٹھوکر کا موجب ہوں۔آپ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کی بارش برستی ہے تو جہاں مفید پودوں کو فائدہ ہوتا ہے وہیں بعض زہریلی جڑی بوٹیاں بھی اُگنے لگتی ہیں اس کا مطلب ہے کہ بعض جھوٹے دعویدار بھی اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں یہ جماعت قرآن اور احادیث کی روشنی میں قائم ہوئی ہے اوراس کی تائید میں آسمانی اور زمینی نشان بطور گواہ ہیں۔آپ فرماتے ہیں جو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اُسے ایک مُہر عطا کی جاتی ہے اوراس دور میں یہ مُہر محمدی اُنہیں عطا کی گئی ہے۔اس کا مطلب ہے کہ اس دور میں جو بھی آئے گا وہ مکمل طور پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آئے گا اور صرف آپؐ کی مُہر کے اندر رہ کر کام کرے گا۔

اپنی جماعت کو نصائح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اے میری جماعت خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرت کے لئے ایسا طیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب طیار کئے گئے تھے۔خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے۔لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم وغم دنیا کیلئے ہے ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے۔کیونکہ وہ خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔‘‘

(روحانی خزائن جلد20 صفحہ 63)

یہ کوئی عام جلسہ نہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس جلسہ کی اغراض میں سے ایک بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے اور اُن کی معلومات وسیع ہوں اور خدا کے فضل وتوفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے‘‘۔(آسمانی فیصلہ)

میں آپ کو تبلیغ کے ضمن میں آپ کی ذمہ داری یاد دلانا چاہتا ہوں۔تبلیغ کرنا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے اور جب ہم تبلیغ کرنے نکلیں تو ہمارا اعلیٰ نمونہ بہت ضروری ہے۔میرے حال ہی کے ایک خطبہ میں میں نے سچائی کی اہمیت پر بڑا زور دیا تھا۔ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور مخلص جماعت ہیں۔ہمیں سچائی کے اس پیغام کو تمام دنیا میں پھیلانا ہے۔یہ کس طرح ممکن ہے؟ اس کے لئے سب سے اہم اور ضروری امر یہ ہے کہ ہم اپنی روز مرّہ کی زندگی میں اس کی اعلیٰ مثالیں قائم کریں اس سچائی کا ایسے ہی مظاہرہ کرنا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کرکے دکھایا۔ہمیشہ سچائی پر چلنا ہمارا سب سے اہم مشن ہونا چاہیے ویسے ہی جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کرکے دکھایا۔ہم نے خود کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نمونہ میں رنگ لینا ہے۔ہم خود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اور سچے اخلاق میں ڈھال کرہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس مشن کو پورا کرتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو کامیابی کے ساتھ پوری دنیا میں پھیلا سکتے ہیں۔

میری آپ کو یہ بھی نصیحت ہے کہ ہمیشہ خلافت کے بابرکت نظام سے اخلاص کے ساتھ جڑے رہیں۔آج اسلام کا دوبارہ زندہ ہونا صرف اور صرف نظام خلافت سے ہی ممکن ہے اس لئے آپ اس مقدس نعمت کے قائم رکھنے کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں اوراس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کی آئندہ نسلیں بھی اس بابرکت نعمت کے ساتھ جڑی رہیں۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں ساری دنیا میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی جو کہ ایک بہترین نمونہ ہے پر بڑے ظالمانہ حملے کئے جارہے ہیں۔اس کے جواب میں ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت زیادہ درود بھیجنا چاہیے۔اورہمیں دُنیا کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین نمونہ سے آگاہ کرنا چاہیے۔ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین نمونہ کے مطابق اپنی زندگی بھی بسر کرنی چاہیے۔جماعت کو کانفرنسز اور لیکچرز کا انعقاد کرنا چاہیے جس میں دُنیا کو سچائی سے آگاہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔اللہ تعالیٰ آپ کو نئی روح اور ایمان اور تقویٰ عطا فرمائے۔آپ کو نئے جوش اور ولولے کے ساتھ آگے بڑھنے اور جماعت اور اسلام کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

والسلام

مرزا مسرور احمد (خلیفۃ المسیح الخامس)‘‘۔

اس پیغام کو شائع کرکے دورانِ جلسہ احباب جماعت میں تقسیم بھی کیا گیا۔

افتتاحی اجلاس

بعد دوپہر 2 بجکر 45 منٹ پر مکرم امیر صاحب ماریشس نے جلسہ گاہ کے باہر لوائے احمدیت اور خاکسار (بشارت نوید) نے ملکی پرچم لہرایا اور مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔بعدازاں افتتاحی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔تلاوت و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی تقریر میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض نصائح پڑھ کرسُنائیں۔آپ نے حاضرین جلسہ کو بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 6 جولائی کے خطبہ میں ہمیں ایک حدیث کی روشنی میں بتایا تھا کہ اس قسم کے اجلاس خدا تعالیٰ کے حضور جنت کے باغات ہیں ہمیں ان سے بھرپور فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ہم بڑے خوش قسمت ہیں جنہیں اس جلسہ میں شرکت کی توفیق مل رہی ہے۔اس جلسہ سالانہ کا مقصد ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں بڑھانا ہے اور خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو اور زیادہ پختہ کرنا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ سال جو پیغام جلسہ کے لئے بھجوایا تھا امیر صاحب نے اُس کی بھی یاد دہانی کروائی۔اسی طرح مکرم امیر صاحب نے نماز اور تقویٰ کی اہمیت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں حاضرین جلسہ کو توجہ دلائی۔مکرم امیر صاحب نے گھر کے ماحول میں میاں بیوی کی ذمہ داریوں کی طرف بھی قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں احباب جماعت کو اپنے فرائض کو سمجھنے کی طرف توجہ دلائی۔

اس تقریر کے اختتام پر تمام حاضرین جلسہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست خطبہ جمعہ سنا اور دیکھا۔مکرم امین جواہر صاحب نے خطبہ کا براہ راست کریول زبان میں ترجمہ پیش کیا۔شام پانچ بجے حضور انور کے خطبہ جمعہ کے ساتھ ہی جلسہ کے پہلے روز کی کارروائی ختم ہوئی۔

دوسرا روز

جلسہ کے دوسرے روز مرکزی مسجد دارالسلام روز ہل میں اجتماعی نماز تہجد ادا کی گئی۔نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم ہوا۔

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 3؍فروری 2010ء میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کے قلم سے حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کی سیرۃ وسوانح پر مشتمل مضمون شامل اشاعت ہے۔آپؓ کے بارہ میں قبل ازیں 8؍اپریل 2005ء کے اسی کالم میں مضمون شائع ہو چکا ہے۔

حضرت طلحہؓ کے والد عبیداللہ بن عثمان اور والدہ صعبہ بنت عبداللہ تھیں۔ ساتویں پشت میں مرّہ بن کعب پر آپ کا نسب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔آپ کے والد آپ کے قبول اسلام سے قبل ہی وفات پا گئے تھے۔البتہ والدہ صاحبہ نے اسلام قبول کیا اور لمبی عمر پائی۔شہادت حضرت عثمانؓ کے وقت بھی وہ زندہ تھیں۔ چنانچہ محاصرہ کے وقت یہ غیور خاتون اپنے گھر سے باہر آئیں اور بیٹے طلحہؓ سے کہا کہ وہ اپنے اثر سے معاندوں کو دُور کریں۔حضرت صعبہؓ قریباً 80 سال تک زندہ رہیں۔ حضرت طلحہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت سے 25 برس قبل پیدا ہوئے۔ ان کا رنگ گندمی اور چہرہ خوبصورت تھا۔ بال زیادہ تھے۔

حضرت طلحہ ہوش سنبھالتے ہی تجارتی مشاغل میں مصروف ہوئے۔ اپنے تجارتی سفروں کے دوران شام کے شہر بصرہ میں ایک راہب نے آپ سے پوچھا کہ کیا ’’احمدؐ‘‘ ظاہر ہوگیا ہے۔انہوں نے کہا کون احمد؟ اس نے کہا ابن عبداللہ بن عبدالمطلب ۔ اس نے اسی مہینہ میں ظاہر ہونا تھا اور وہ آخری نبی ہے اور اس نے حرم سے ظاہر ہوکر کھجوروں والی جگہ کی طرف ہجرت کرنی ہے۔ پس تم اس سے محروم نہ رہنا۔ حضرت طلحہؓ کہتے ہیں اسی وقت سے یہ بات میرے دل میں گڑ گئی۔ واپس مکّہ آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا علم ہوا۔حضرت ابوبکر صدیقؓ سے دوستی تھی اور اُن کی تبلیغ کے نتیجہ میں ہی آپؓ نے اسلام قبول کرلیا۔اسلام قبول کرنے والوں میں آپؓ کا نمبر آٹھواں ہے۔اسلام قبول کرنے پر آپؓ کا بھائی عثمان آپؓ کو اور آپ کو مسلمان کرنے والے حضرت ابوبکرؓ کو ایک ہی رسّی میں باندھ کر مارا کرتا مگر یہ ظلم ان دونوں کے پائے استقامت میں کوئی لغزش پیدا نہ کرسکا۔

مکّہ میں قیام کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہؓ کو حضرت زبیرؓ کا بھائی بنادیا تھا۔ ہجرت مدینہ کے وقت آپؓ ملک شام اپنے تجارتی قافلہ کے ساتھ گئے ہوئے تھے۔ واپسی پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ اہل مدینہ کس طرح بے چینی سے سراپا انتظار ہیں۔ جلد ہی حضرت طلحہؓ نے تجارتی امور سمیٹے اور پروگرام کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کے اہل وعیال کو لے کر مدینہ روانہ ہوئے۔ مدینہ حضرت ابیؓ بن کعب انصاری کے ساتھ آپ کا رشتۂ اخوت قائم ہوا۔

غزوۂ بدر میں حضرت طلحہؓ شامل نہ ہوسکے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو قافلۂ قریش کی اطلاعات لینے کے لئے بھجوایا تھا۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو بدر کے مال غنیمت سے حصہ عطا فرمایا اور یہ ارشاد بھی فرمایا کہ آپؓ جہاد کے ثواب سے محروم نہیں ہیں۔

میدان اُحد میں کفار کے دوسرے حملہ کے نتیجے میں جب مسلمانوں کی صفوں میں بھگدڑ مچی تو صرف چند صحابہ ثابت قدم رہ سکے۔ حضرت طلحہؓ ان میں سرفہرست تھے۔ بہادر اور جانباز طلحہؓ نے عہد کر رکھا تھا کہ خود قربان ہو جائیں گے مگر اپنے آقا پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے وہ تیروں کو اپنے ہاتھوں پہ لیتے تو نیزوں اور تلواروں کے سامنے اپنا سینہ تان لیتے۔کبھی دشمن ہجوم کرکے آپ پر حملہ آور ہوتے تو آپ شیروں کی طرح ایسے جھپٹتے کہ دشمن کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کرکے آپ رسول اللہ کو ان کے نرغے سے نکال لاتے۔ایک دفعہ ایک ظالم نے کسی ہلّہ میں موقع پاکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار کا بھرپور وار کیا۔حضرت طلحہؓ نے اپنے ہاتھ پر لیا اور انگلیاں کٹ کر رہ گئیں تو زبان سے کوئی آہ نہیں نکلی بلکہ کہا کہ بہت خوب ہوا کہ طلحہؓ رسول خدا کی حفاظت میں ’’ٹُنڈا‘‘ ہوگیا۔’’طَلْحَۃ الشَّلَّاءَ‘‘ کے نام سے آپؓ مشہور تھے۔یعنی ٹنڈا طلحہ۔اور بجا طور پر آپ کو حفاظت رسولؐ میں ٹُنڈا ہونے پر فخر تھا۔

جب مشرکین کے حملہ کی شدت میں کچھ کمی آئی تو رسولؐ خدا کو حضرت طلحہؓ نے اپنی پشت پر سوار کیا اور اُحد پہاڑی کے دامن میں ایک محفوظ مقام پر پہنچادیا۔اس موقع پر رسول اللہ نے فرمایا کہ اے طلحہ! جبریلؑ آئے ہیں وہ تمہیں سلام کہتے ہیں اور وہ یہ خوشخبری دے رہے ہیں کہ قیامت کے دن تمہیں کوئی خوف نہیں ہوگا اور ہر خوف سے تمہاری حفاظت ہوگی۔

حضرت طلحہؓ کا سارا بدن زخموں سے چھلنی ہوگیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کے بدن پر ستّر سے زیادہ زخم شمار کئے۔آپ کہا کرتے تھے کہ اُحد کا دن تو طلحہؓ کا دن تھا۔خود رسول اللہ نے آپ کی جانبازی کو دیکھ کر آپ کو ’’طَلْحَۃ الْخَیر‘‘ کالقب عطا فرمایا کہ طلحہؓ تو مجسم خیر ہے۔ حضرت عمرؓ آپ کو صاحبِ اُحد کہہ کر خراج تحسین پیش کیا کرتے تھے کیونکہ اُحد کے روز حفاظت رسول کا سہرا آپ ہی کے سر تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُحد میں ایسا وقت بھی آیا کہ دائیں جبریلؑ اور بائیں طلحہؓ کے سوا کوئی نہ تھا۔

تمام غزوات میں حضرت طلحہؓ نمایاں خدمات کی توفیق پاتے رہے۔

حدیبیہ، فتح مکّہ اور حنین میں بھی آپ شریک تھے اور غزوہ اُحد کی طرح حنین میں بھی جب لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو طلحہؓ ثابت قدم رہے۔سن 9 ہجری میں قیصر روم کے حملہ کی خبر سن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو غزوۂ تبوک کی تیاری کا حکم دیا۔حضرت طلحہؓ نے اس موقع پر اپنی استطاعت سے بڑھ کر ایک بیش بہا رقم پیش کردی اور بارگاہ رسالت سے فیاض کا لقب پایا۔اسی دوران منافقین نے مسلمانوں کے خلاف ایک یہودی کے مکان پر جمع ہوکر ریشہ دوانیاں شروع کردیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہؓ کو یہ فرض سونپا کہ وہ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ جاکر ان لوگوں کا قلع قمع کریں۔آپ کو کامیابی کے ساتھ یہ خدمت سرانجام دینے کی توفیق ملی۔

حضرت ابوبکرؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو طَلْحَۃ الْخَیر ان کے دست وبازو ثابت ہوئے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے اپنی آخری بیماری میں حضرت عمرؓ کو خلیفہ منتخب کیا۔تو یہ حضرت طلحہؓ ہی تھے جنہوں نے حضرت عمرؓ کی طبیعت کی سختی کا اندازہ کرتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ سے یہ عرض کی کہ آپ خدا کو کیا جواب دیں گے کہ اپنا جانشین کسے مقرر کرآئے ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ کا فیصلہ بھی چونکہ خالصتاً تقویٰ پر مبنی تھا آپؓ نے بھی کیا خوب جواب دیا فرمایا: ’میں خدا سے کہوں گا کہ میں تیرے بندوں پر اس شخص کو امیر مقرر کرآیا ہوں جو اُن میں سب سے بہتر تھا‘۔ بعد کے واقعات نے یہی فیصلہ درست ثابت کیا کہ حضرت عمرؓ ہی اس منصب کے لئے سب سے زیادہ اہل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت طلحہؓ کو بھی ان کی بھرپور اعانت اور نصرت کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرت عمرؓ بھی آپؓ کی اصابت رائے کے قائل تھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے جن چھ اراکین پر مشتمل ایک کمیٹی انتخاب خلافت کے لئے مقرر فرمائی تھی کہ وہ اپنے میں جس پر اتفاق کریں اسے خلیفہ منتخب کرلیں اس کمیٹی میں حضرت طلحہؓ بھی شامل تھے۔ حضرت طلحہؓ کی بے نفسی، تواضع اور ایثار کا یہ عالم تھا کہ حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف کی رائے اور حضرت طلحہؓ کی تائید سے حضرت عثمانؓ خلیفہ منتخب ہوئے۔

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت کے آخری سالوں میں جب شورش عام ہوئی تو حضرت طلحہؓ نے حضرت عثمانؓ کی بھرپور تائید کی اور اپنے صاحبزادے محمد کو خلیفۂ وقت کی حفاظت کے لئے قصر خلافت بھجوایا۔ جب مفسدین نے حملہ کرنے میں پہل کردی تو محمد بن طلحہؓ نے بھی اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق ان کا مقابلہ کیا مگر بدبخت مفسد پچھلی طرف سے مکان میں داخل ہوئے اور حضرت عثمانؓ کو شہید کردیا۔

حضرت طلحہؓ نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ خشیّت الٰہی اور محبت رسول سے آپؓ کا پیمانہ لبریز تھا۔ جب آیت مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا...... الخ (الاحزاب:24) نازل ہوئی تو اس میں ان مردان خدا کا تذکرہ تھا جنہوں نے اللہ سے اپنے عہد سچ کردکھائے اور اپنی منّتیں پوری کیں اور کچھ ہیں جو انتظار میں ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہؓ سے فرمایا کہ اے طلحہ! تم بھی ان خوش نصیب مردانِ وفا میں شامل ہو جو اپنی قربانی پوری کرنے کی انتظار میں ہیں۔

آپ کے ہم عصر قیس کہا کرتے تھے کہ میں نے طلحہؓ سے زیادہ کسی کو خدا کی راہ میں بے لوث مال خرچ کرتے نہیں دیکھا۔ غزوہ ذی القرد میں چشمہ بیسان کے پاس سے مجاہدین کے ساتھ گزرتے ہوئے حضرت طلحہؓ نے اسے خرید کر خدا کی راہ میں وقف کردیا تھا۔اپنی جائیداد سات لاکھ درہم میں حضرت عثمانؓ کو فروخت کی اور سب مال خدا کی راہ میں خرچ کردیا۔

آپ کی بیوی سودہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ ایک دفعہ حضرت طلحہؓ کو اداس دیکھ کر وجہ پوچھی کہ کہیں مجھ سے تو کوئی خطا سرزد نہیں ہوگئی۔تو فرمانے لگے نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں دراصل میرے پاس ایک بہت بڑی رقم جمع ہوگئی ہے اور میں اس فکر میں ہوں کہ اُسے کیا کروں۔ میں نے کہا اسے تقسیم کروادیجئے۔آپ نے اسی وقت اپنی لونڈی کو بلایا اور چار لاکھ کی رقم اپنی قوم کے مستحقین میں تقسیم کرادی۔

حضرت طلحہؓ بنوتمیم کے تمام محتاجوں اور تنگ دست خاندانوں کی کفالت کیا کرتے تھے۔ لڑکیوں اور بیوگان کی شادیوں میں ان کی مدد کرتے ۔مقروضوں کے قرض ادا کرتے۔ایک دفعہ حضرت علیؓ نے کسی کو یہ شعر پڑھتے سنا: ؎

فَتًی کَانَ یُدْنِیْہِ الْغِنٰی مِنْ صَدِیْقِہٖ
اِذَ امَّا ھُوَ اسْتَغْنٰی وَیُبْعِدُہُ الفَقْرُ

یعنی میرا ممدوح ایسا شخص تھا کہ دولت و امارت اسے اپنے دوست کے اور قریب کردیتی تھی جب بھی اسے دولت وفراخی نصیب ہوتی۔اور غربت وفقر اسے اپنے دوستوں سے دور رکھتے یعنی کبھی تنگی میں بھی کسی سے سوال نہ کرتے۔حضرت علیؓ نے یہ شعر سنا تو فرمایا ’’خدا کی قسم! یہ صفت حضرت طلحہؓ میں خوب پائی جاتی تھی‘‘۔

مہمان نوازی حضرت طلحہؓ کا خاص وصف تھا۔ ایک دفعہ بنی عُذرہ کے تین مفلوک الحال افراد نے اسلام قبول کیا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ صحابہؓ میں سے کون ان کی کفالت اپنے ذمہ لیتا ہے۔حضرت طلحہؓ نے بخوشی حامی بھرلی اور ان تینوں نومسلموں کو اپنے گھر میں لے گئے اور وہیں ٹھہرایا اور ان کی میزبانی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اُن میں سے دو ساتھی تو یکے بعد دیگرے دو غزوات میں شہید ہوئے اور تیسرے طلحہؓ کے گھر میں ہی وفات پاگئے۔

حضرت طلحہؓ کی پہلی شادی حضرت حمنہ بنت جحش سے، دوسری حضرت اُمّ کلثوم بنت ابی بکر سے، تیسری شادی فارعہ بنت ابوسفیان سے اور چوتھی رقیّہ بنت ابی اُمیّہ سے ہوئی۔ان چاروں بیویوں کی بہنیں رسول اللہ

باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 7؍جنوری 2010ء میں شائع ہونے والی مکرم راجہ محمد یوسف خان صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

یہ دل جو ہے مدت سے گرفتار تمنا
آئے گا اسے چین سرِ دار تمنا
صدیوں سے گزر جائیں گے حسرت کے سفینے
لمحوں میں سمٹ آئے گا آزار تمنا
پلکیں ہیں سمیٹے ہوئے اشکوں کے سمندر
کہنے سے گریزاں لبِ اظہار تمنا
یوں دل پہ اترتے ہیں ترے حسن کے جلوے
خوابوں میں سجا لیتے ہیں گلزار تمنا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
29th March 2013 – 4th March 2013

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 29th March 2013

- 00:00 MTA World News
- 00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 00:50 Yassarnal Qur'an
- 01:20 Huzoor's Tour To West Africa: Programme 8, recorded on 19th March 2004.
- 02:15 Japanese Service
- 02:35 Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 22nd July 1996.
- 03:45 Aaina
- 04:15 Kasre Saleeb: A discussion series about Christanity and its beliefs.
- 04:55 Liqa Ma'al Arab: Recorded on 19th December 1995.
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 06:30 Yassarnal Qur'an
- 06:55 Huzoor's Tours To West Africa: Programme 9, recorded on 20th March 2004.
- 07:55 Siraiki Service
- 08:25 Rah-e-Huda
- 10:00 Indonesian Service
- 11:10 Fiq'ahi Masa'il
- 11:40 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
- 12:05 Seerat-un-Nabi (saw)
- 13:00 Live Friday Sermon
- 14:15 Dars-e-Hadith
- 14:30 LIVE Shottor Shondhane: A live Bengali discussion programme.
- 16:50 Friday Sermon [R]
- 18:00 MTA World News
- 18:20 Huzoor's Tours To West Africa [R]
- 19:20 Real Talk
- 20:20 Fiq'ahi Masa'il [R]
- 21:00 Friday Sermon [R]
- 22:15 Rah-e-Huda [R]

Saturday 30th March 2013

- 00:00 MTA World News
- 00:20 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
- 00:40 Yassarnal Qur'an
- 01:10 Huzoor's Tours To West Africa
- 02:10 Friday Sermon: recorded on 29th March 2013.
- 03:20 Rah-e-Huda
- 04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 20th December 1995.
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
- 06:30 Al Tarteel
- 07:05 Huzoor's Jalsa Salana (UK) Address: recorded on 31st July 2010.
- 08:00 International Jama'at News
- 08:30 Question And Answer Session: rec. 20/05/1995
- 10:00 Indonesian Service
- 11:00 Friday Sermon: Recorded on 29th March 2013
- 12:15 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
- 12:25 Al Tarteel
- 13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
- 14:00 Live Shotter Shondhane
- 16:15 Live Rah-e-Huda
- 17:45 Al-Tarteel [R]
- 18:20 MTA World News
- 18:40 Huzoor's Jalsa Salana (UK) Address [R]
- 19:30 Faith Matters
- 20:30 International Jama'at News
- 21:00 Rah-e-Huda [R]
- 22:35 Story Time
- 22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 31st March 2013

- 00:05 MTA World News
- 00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
- 00:50 Al Tarteel
- 01:25 Huzoor's Jalsa Salana (UK) Address
- 02:25 Story Time
- 02:45 Friday Sermon: recorded on 29th March 2013
- 03:55 Shotter Shondhane
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 06:35 Yassarnal Qur'an
- 07:00 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist: An educational programme with Huzoor and students of Jamia Ahmadiyya UK. Recorded on 15th January 2011.
- 08:10 Faith Matters
- 09:15 Question and Answer Session: Recorded on 18th April 1998, part 2.
- 10:10 Indonesian Service
- 11:10 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 20th April 2012.
- 12:15 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
- 12:30 Yassarnal Qur'an
- 13:00 Friday Sermon [R]
- 14:00 Live Shotter Shondhane
- 16:05 Press Point: interactive programme discussing news stories around the world relating to Islam.
- 17:20 Yassarnal Qur'an
- 18:00 MTA World News
- 18:30 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
- 19:45 Real Talk
- 20:30 Attractions of Canada: A programme featuring information about hunting in Canada.
- 21:10 Press Point [R]
- 22:15 Friday Sermon [R]
- 23:25 Question and Answer Session [R]

Monday 1st April 2013

- 00:25 MTA World News
- 00:45 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
- 01:20 Yassarnal Qur'an
- 01:50 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist
- 03:00 Attractions of Canada: Hunting in Canada
- 03:40 Friday Sermon: rec. 29th March 2013.
- 04:50 Liqa Ma'al Arab: Rec. on 26th December 1995.
- 06:00 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi (saw)
- 06:30 Al-Tarteel
- 07:00 Huzoor's Tours To West Africa: programme 11, recorded on 21st March 2004.
- 08:00 International Jama'at News
- 08:30 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
- 09:00 Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat, Recorded 15th December 1997.
- 10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon rec. on 11th January 2013.
- 11:00 Jalsa Salana Qadian 2012 Speeches
- 11:45 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
- 12:10 Insight
- 12:35 Al-Tarteel
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on 8th June 2007.
- 14:00 Bangla Shomprochar
- 15:15 Jalsa Salana Qadian 2012 Speeches [R]
- 16:00 Rah-e-Huda: recorded on 29th March 2013.
- 17:35 Al-Tarteel
- 18:00 MTA World News
- 18:20 Huzoor's Tour To West Africa [R]
- 19:30 Real Talk
- 20:30 Rah-e-Huda [R]
- 22:05 Friday Sermon [R]
- 23:05 Jalsa Salana Qadian 2012 Speeches [R]
- 23:45 Adaab-e-Zindagi

Tuesday 2nd April 2013

- 00:20 MTA World News
- 00:30 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
- 00:40 Insight
- 01:05 Al Tarteel
- 01:30 Huzoor's Tour To West Africa
- 02:30 Friday Sermon: Recorded on 8th June 2007.
- 03:30 Jalsa Salana Qadian 2012 Speeches
- 04:20 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
- 04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 27th December 1995.
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 06:30 Yassarnal Qur'an
- 07:00 Huzoor's Jalsa Salana (UK) Address: recorded on 31st July 2010.
- 08:00 Insight: recent news in the field of science
- 08:30 Oil Painting by Ken Harris
- 09:00 Question and Answer Session: Recorded on 18th April 1998, part 2.
- 10:00 Indonesian Service
- 11:00 Sindhi Service: Translation of Friday Sermon recorded on 29th March 2013.
- 12:05 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
- 12:30 Yassarnal Qur'an
- 13:00 Real Talk
- 14:00 Bangla Shomprochar
- 15:15 Spanish Service
- 16:00 Press Point
- 17:00 Seerat-un-Nabi (saw)
- 17:30 Yassarnal Qur'an
- 18:00 MTA World News
- 18:30 Huzoor's Jalsa Salana (UK) Address [R]
- 19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 22nd March 2013.
- 20:30 Insight: recent news in the field of science
- 21:00 Press Point [R]
- 22:10 Oil Painting by Ken Harris [R]
- 22:30 Seerat-un-Nabi (saw)
- 23:00 Question and Answer Session [R]

Wednesday 3rd April 2013

- 00:00 MTA World News
- 00:30 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 00:50 Yassarnal Qur'an
- 01:25 Huzoor's Jalsa Salana (UK) Address
- 02:30 Oil Painting By Ken Harris
- 03:00 Press Point
- 04:15 Seerat-un-Nabi (saw)
- 04:55 Liqa Ma'al Arab: Rec. on 28th December 1995.
- 06:00 Tilawat & Dars
- 06:40 Al-Tarteel
- 07:10 Huzoor's Jalsa Salana (UK) Address: Recorded on 1st August 2010.
- 07:35 Real Talk
- 09:35 Question and Answer Session: Recorded on 20th May 1995, part 1.
- 10:55 Indonesian Service
- 11:50 Swahili Service
- 12:50 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an.
- 13:00 Al-Tarteel
- 13:30 Friday Sermon: Recorded on 22nd June 2007.
- 14:20 Bangla Shomprochar
- 15:20 Fiq'ahi Masa'il
- 15:50 Kids Time
- 16:20 Faith Matters
- 17:20 Maidane Amal Ki Kahani: A series of programmes looking at the lives and experience of Waqfeen-e-Zindagi.
- 17:50 Al-Tarteel
- 18:15 MTA World News
- 18:35 Huzoor's Jalsa Salana (UK) Address [R]
- 20:00 Real Talk [R]
- 21:00 Fiq'ahi Masa'il [R]
- 21:20 Kids Time [R]
- 21:55 Maidane Amal Ki Kahani [R]
- 22:20 Friday Sermon [R]
- 23:15 Intikhab-e-Sukhan

Thursday 4th April 2013

- 00:20 MTA World News
- 00:40 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an.
- 00:50 Al-Tarteel
- 01:20 Huzoor's Jalsa Salana (UK) Address
- 02:45 Fiq'ahi Masa'il
- 03:10 An Introduction of Ahmadiyyat: A series of programmes providing a year by year introduction to the history of the Ahmadiyya Muslim Community.
- 03:55 Faith Matters
- 04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd January 1996.
- 06:00 Tilawat & Dars
- 06:15 Yassarnal Qur'an
- 06:50 Huzoor's Tours To West Africa: Programme 12, recorded on 22nd March 2004.
- 07:40 Beacon of Truth
- 08:45 Tarjamatul Qur'an class: rec. on 23rd July 1996.
- 10:00 Indonesian Service
- 11:00 Pushto Service
- 11:45 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
- 12:00 Yassarnal Qur'an
- 12:25 Beacon Of Truth
- 13:35 Friday Sermon: recorded on 29th March 2013.
- 14:00 Shotter Shondhane
- 15:05 Kasre Saleeb
- 16:00 Maseer-e-Shahindgan: A Persian programme
- 16:30 Tarjamatul Qur'an class [R]
- 17:30 Yassarnal Qur'an [R]
- 18:00 MTA World News
- 18:20 Huzoor's Tours To West Africa [R]
- 19:30 Faith Matters
- 20:35 Kasre Saleeb
- 21:10 Tarjamatul Qur'an class [R]
- 22:15 Aaina [R]
- 23:00 Beacon of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 20 | Friday 22 March , 2013 | Issue No. 12

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط نمبر 77)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''بہت سے لوگ ...... آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر عرش پر پہنچ جائیں اور واصلین سے ہو جاویں۔ ایسے لوگ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ وہ انبیاء کے حالات کو دیکھیں۔ یہ غلطی ہے جو کہا جاتا ہے کہ کسی ولی کے پاس جا کر صد ہا ولی فی الفور بن گئے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے: اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:3) جب تک انسان آزمایا نہ جاوے فتن میں نہ ڈالا جاوے، وہ کب ولی بن سکتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 16، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

قارئین الفضل کے لئے Persecution Report ماہ اکتوبر 2012ء سے ماخوذ چند واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے مقدس امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کے لئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

ماہیٔ ریگ

دینِ فطرت اسلام ہر مرد و زن کے لئے حصولِ علم کو فرض کی حد تک ضروری قرار دیتا ہے لیکن 'اسلامی جمہوریہ پاکستان' کے تعلیمی اداروں میں تو بس مذہبی منافرت کی تعلیم دینے کا سلسلہ ہی کھلے بندوں جاری ہے اور مروجہ تعلیم میں ملک کا گراف پستی کی طرف گامزن ہے اور اس بابت ملک کے جنوب سے شمال تک پرائمری سکولوں سے لے کر یونیورسٹی تک ایک ہی صورت حال ہے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ زمانہ طالب علمی میں راسخ ہونے والی عادات و اطوار آخیر عمر تک انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی ہیں۔ اسی طرح ملک بھر کے تعلیمی اداروں پر (خواہ وہ ایک کمرہ پر ہی مشتمل ہو) یہ شعر درج ہوتا ہے:

اک مقدس فرض کی تکمیل ہوتی ہے یہاں
قسمتِ نوعِ بشر تبدیل ہوتی ہے یہاں

لیکن آج حکومت وقت، دانشور طبقہ اور تمام ارباب حل وعقد، نوع بشر کے نونہالوں کی قسمت میں اندھیرے بھرنے کا کام کر رہے ہیں اور جانتے بوجھتے ہوئے احمدی بچوں اور بچیوں پر اس جاری وساری ظلم کو روکنے میں مجرمانہ غفلت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

ایک وقت تھا کہ پاکستان کی سرکار کے خرچ سے چلنے والے تعلیمی اداروں میں ظالمانہ سلوک سے تنگ آ کر والدین مجبوراً اپنے معصوموں کو بھاری فیسیں دے کر پرائیویٹ اداروں میں داخل کروادیا کرتے تھے لیکن آج مذہبی دیوانگی تو عفریت کی مانند اپنے پنجے ہر جگہ پیوست کر چکی ہے اور احمدیوں کا حال بقول شاعر ؎

ہوں مثال ماہیِ ریگ میں
نہ میں جال میں، نہ میں جھیل میں

چند واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

۞......**حافظ آباد:** سرکاری سکولوں کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں احمدی بچوں کو ذہنی اذیتیں دینے کا سلسلہ جاری ہے۔ مکرم بشارت احمد قمر صاحب کا بیٹا شیراز احمد مورخہ 12 اکتوبر کو شیز ان کے سٹیکر والی شرٹ پہن کر سکول گیا۔ جس پر استاد مولوی برکت اللہ نے اس طالب علم کی سرزنش کی اور کلاس میں موجود طلباء کو درس دیا کہ یہ مرزائی ہے اور واجب القتل ہے۔ اور احمدیوں کے خلاف دنگہ فساد کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں چک چٹھہ کے احمدیوں سے بھی وہی سلوک کرنا چاہیئے جس طرح ہم نے مانگٹ اونچا والوں سے کیا ہے۔

قارئین کرام! اولاً اس گاؤں کے قبرستان میں آسودہ خاک احمدی بزرگان کے کتبوں پر طیش دکھایا گیا اور پھر ایک منظّم منصوبے کے تحت احمدیوں کو تھانے میں بلا کر بلوہ کروادیا گیا جس میں مادر پدر آزاد بلوائیوں نے تھانے کی دیواریں پھلانگ کر اندر محصور احمدیوں کر مار مار کر ادھ مُوا کر دیا۔ شائد اسی کو خدمت اسلام سمجھ کر یہ مولوی استاد اس صریح بدتہذیبی کا دائرہ وسیع کرنے کا شائق ہے اور نونہالوں کے ذہن آلودہ کرنے سے بھی باز نہیں آ رہا ہے۔

اگلے دن اس مولوی استاد نے پھر شیراز کو کلاس روم میں کھڑا کر دیا اور کہا یہ قادیانی ہے اور اس میں اس بچہ کا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ اصل قصور وار اس کے والدین ہیں۔

اب مکرم بشارت احمد قمر صاحب سکول کے پرنسپل سے رابطہ کر کے مولوی کے اس ناواجب رویہ کی اطلاع کرنے کے سوا کیا کر سکتے ہیں؟

۞......**لاہور:** مکرمہ افشاں ملک صاحبہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، گلشن راوی لاہور میں ایف ایس سی کے سال دوم کی طالبہ ہیں۔ اس احمدی بچی نے پنجاب یوتھ فیسٹول میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی موجودگی میں نعتیہ مقابلہ میں حصہ لیا اور ان کو اس بچی کے نعتیہ کلام کے معانی کی وسعت اور طرز اس قدر بھلی معلوم ہوئی کہ مقابلہ کے بعد نتائج کی تیاری کے وقفہ میں اس احمدی بچی سے ایک اور نعت سنانے کا مطالبہ کیا۔ یہ دوسری نعت بھی مہمان خصوصی اور تمام سامعین کے دل میں اتر گئی۔ یہ دونوں نعتیں جماعت احمدیہ میں زبان زد عام ہیں اور احمدی بزرگان کا کلام یہاں بھی اثر دکھا گیا اور اس بچی کو اوّل انعام اور ٹرافی کا حقدار قرار دیا گیا۔ لیکن اس مقابلہ کے چند روز بعد مخالفین کو اس بچی کے احمدی ہونے کا علم ہوا تو شور و شرارت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ساتھی طالبات کی طرف سے کالج کے احاطہ میں تنگ نظری اور بُرے اخلاق کا مظاہرہ ہوا نیز اس طالبہ کے خلاف پولیس کے پاس مقدمہ کے اندراج کی بھی سعی کی گئی۔ الغرض صورت حال انتہائی تشویش ناک ہوتی چلی گئی۔

پس اسلامی جمہوریہ میں بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی مدح کرنے پر اولاً اس احمدی طالبہ کو پڑھائی چھوڑنی پڑی اور پھر تمام اہل خانہ کو ہی نقل مکانی پر مجبور کر دیا گیا۔ یہ ہے ان نام نہاد عاشقان رسول کا حال جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشقوں کو ہجرت پر مجبور کر دیتے ہیں۔

۞......**کوٹ عبدالمالک، ضلع شیخوپورہ:** گزشتہ کچھ عرصہ سے اس علاقہ کے احمدی شدید مخالفت کا سامنا کر رہے ہیں۔ یہاں قائم ایک مدرسہ کے طلباء اخلاقیات سے اس قدر عاری ہیں کہ نصاب کا حصہ سمجھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بدزبانی پر عمل پیرا ہیں۔ جب دینی تعلیم کے لئے وقف مدرسہ کے طلباء کی عملی حالت اس قدر پستہ ہے تو اہل علاقہ کا ان شر پسندوں کی باتوں میں آ کر معصوم احمدیوں کو اذیتیں پہنچانا لازمی نتیجہ ہے۔ یہاں احمدیوں کا مقاطعہ کیا جاتا ہے، تعلیمی اداروں میں احمدی طلباء کو ذہنی اذیت کا سامنا ہے، اساتذہ کا رویہ انتہائی نامناسب ہے۔ ایک سکول میں مکرم امجد علی صاحب کے بچوں کو محض احمدی ہونے کی وجہ سے زدوکوب کیا گیا۔ ان معصوموں کو اتنا خوفزدہ کر دیا گیا ہے کہ وہ سکول جانے سے ہی گھبراتے ہیں۔ اسی سے شہ پا کر مورخہ 24 ستمبر کو مکرم امجد علی صاحب کے ایک بھتیجے کو غیر احمدی لڑکوں نے زدوکوب کیا۔

۞......**سرگودھا:** مکرمہ حرا مبارک صاحبہ اور مکرمہ زنیرہ مبارک صاحبہ سرگودھا یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں۔ مکرمہ حرا صاحبہ ایم اے ایجوکیشن کر رہی ہیں۔ اس شعبہ ایجوکیشن میں زیر تعلیم ایک طالبہ کی کزن ملنے آئی اور اپنی رشتہ دار کو تلقین کی کہ یہ حرا تو احمدی ہے اور احمدی مرتد ہیں پس ان سے کوئی رابطہ رکھنا بھی ممنوع ہے۔ اس بدتہذیبی پر مکرمہ حرا صاحبہ نے صبر وضبط کا دامن نہ چھوڑا۔ لیکن یونیورسٹی اور ہوسٹل کے ماحول میں مذہبی دیوانگی غالب ہے اور احمدی طلباء کی مشکلات روز افزوں ہیں۔ چند شر پسند مذہبی منافرت کو ہوا دینے کے ذمہ دار ہیں اور یونیورسٹی انتظامیہ مکمل بے بس ہے۔ نفرت کے ان تاجروں کی حکمت عملی ملاحظہ ہو کہ ان کی طرف سے یونیورسٹی کے طلباء میں قلم تقسیم کئے گئے جن پر درج ہے ''قادیانیوں کا بائیکاٹ کرو''۔

شرفِ انسانیت کے دشمن

۞......**لاہور، 5 اکتوبر:** ایک شاعر نے کہا تھا کہ ؎

مت سہل ہمیں جانو، پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

اگر مملکت خداداد کے مولوی اپنے حسد اور عناد کی وجہ سے قانون کا احترام کرنے والے پُرامن احمدیوں کو ان کا جائز مقام دینے سے قاصر ہیں تو محض انسانیت کے شرف کا لحاظ کر لیں۔ یہ طبقہ حساد تو اب کھلے بندوں ربوہ شہر میں فوجی آپریشن کا مطالبہ کرنے لگا ہے۔ روزنامہ وقت لاہور نے 31ویں ختم نبوت کانفرنس کی روئیداد کے بیان میں فوجی آپریشن کے مطالبہ کی تین کالمی شہ سرخی جمائی۔

''چناب نگر میں فوجی آپریشن ہونا چاہئے:
(ختم نبوت کانفرنس)

مزید لکھا کہ قادیانی قرآن کریم کے متن اور تراجم میں تحریف کے مجرم ہیں۔

توانائی کے شعبہ سے متعلقہ تمام اداروں سے احمدیوں کی برطرفی لازمی ہے۔

قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں اور چناب نگر میں قائم متوازی عدالتی نظام ختم کروایا جائے۔

قادیانیوں کو آیات قرآنی اور دیگر اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے منع کیا جائے۔

ملک بھر سے قادیانی عبادت گاہوں سے کلمہ طیبہ، مینار اور محراب ختم کروائے جائیں۔

ناموس رسالت کی مہم کے دوران گرفتار ہونے والوں کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔

فاٹا کی طرز پر چناب نگر میں بھی فوجی آپریشن کیا جائے۔

قتل وغارت گری کے منادی

۞......**لکی مروت، خیبر پختون خواہ:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نورنگ ضلع لکی مروت کے فنانس سیکرٹری نے 7 ستمبر 1974ء کو جماعت احمدیہ کو قومی اسمبلی کی طرف سے غیر مسلم قرار دینے کے فیصلہ کے حوالہ سے ایک دو ورقہ جاری کیا ہے۔ اس پمفلٹ میں احمدیوں کے خلاف نہایت گندی زبان کا استعمال کیا گیا ہے۔ اشتعال انگیزی اور فتنہ پردازی کے تمام اطوار بروئے کار لا کر یہ فسادی پڑھنے والوں کو کہتا ہے کہ جو کوئی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے گا خواہ وہ مسیلمہ کذاب ہو، یا قادیانی یا پرویزی، اس کا مقابلہ ہوگا اور وہ جہنم میں جائے گا یا ہم شہادت کا عظیم مرتبہ حاصل کریں گے۔ وغیرہ وغیرہ

اس داعی قتل وغارت کا نام حاجی ابراہیم ہے اور قانون کی گرفت سے ماورا فسادی نے اپنے رابطہ کے نمبر تک درج کئے ہیں۔ 0302-5575928 اور 0312-5575928

حیرت ہے ابھی تک قانون نافذ کرنے والے اداروں کو ملالہ یوسف زئی پر حملہ کرنے والوں کا سراغ نہیں مل رہا ہے حالانکہ تفتیش کے متعلق قرآن کریم ایک بنیادی اصول بتاتا ہے: ''اِضْرِبُوْہُ بِبَعْضِھَا'' (البقرۃ: 74)

(باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞۞